جملہ حقوق محفوظ

تذکرہ

بیگمات بھوپال

مرتبہ

محترمہ و۔ا صاحبہ

نامہ نگار اخبار تہذیب نسواں

سنہ ۱۹۳۲ء

دار الاشاعت پنجاب لاہور

بار اول

قیمت عہ

T.T.F L

No:.......2

Taj Tahir Foundation

جملہ حقوق محفوظ

تذکرہ

بیگمات بھوپال

مرتبہ

محترمہ و۔ا صاحبہؒ

نامہ نگار اخبار تہذیب نسواں

T.T.F LIBRARY
No: 268

سنہ ۱۹۳۲ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

قیمت

باراوّل

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

فہرست مضامین

۱ -	دیباچہ	۵
۲ -	تمہید	۷
۳ -	نواب سکندر بیگم کی تعلیم و تربیت	۹
۴ -	نواب سکندر بیگم کی تعلیمی کوششیں	۱۳
۵ -	نواب سکندر بیگم کی تصنیفات	۱۶
۶ -	نواب شاہجہان بیگم کی تعلیم و تربیت	۳۱
۷ -	نواب شاہجہاں بیگم کی تعلیمی کوششیں	۳۳
۸ -	نواب شاہجہاں بیگم کی تصنیفات	۳۷
۹ -	نواب سلطان جہاں بیگم کی تعلیم و تربیت	۴۳

Taj Tahir Foundation

۱۰ - نواب سلطان جہاں بیگم کی تعلیمی کوششیں ۴۸

۱۱ - نواب سلطان جہاں بیگم کی تصنیفات ۷۵

۱۲ - نواب سلطان جہاں بیگم کے لکچر ۸۷

Taj Tahir Foundation

دیباچہ

کہا جاتا ہے کہ بھوپال کی بنیاد تلوار کی نوک پر رکھی گئی ہے۔ اور آغاز ریاست کی معرکہ آرائیوں کا حال پڑھ کر اس مقولہ کی صحت میں کوئی شبہ بھی نہیں رہتا ؁

اللہ اللہ! کیا وقت تھا۔ کہ حب الوطنی کے جوش نے عورتوں کو بھی موقع جنگ پر مردوں کے دوش بدوش لا کر کھڑا کر دیا۔ اور آخرکار انہوں نے اپنی بے نظیر ہمت و بہادری کا یہ صلہ پایا۔ کہ خدا نے ان کے عزیز وطن کو غیروں کے قبضے میں جانے سے بچا لیا + اسی معرکہ کے بعد سے بھوپال نے نئی زندگی حاصل کی۔ لیکن اگر تاریخ بھوپال کو غور سے دیکھا جائے۔ تو صرف تلوار ہی یہاں اپنا زور نہیں دکھا رہی تھی۔

Taj Tahir Foundation

بلکہ زبان قلم بھی برابر اپنے کام میں مصروف تھی۔ اور گو تعلیم عام نہیں تھی۔ مگر شرفا کے خاندانوں میں مستورات کے پڑھنے لکھنے کا چرچا ضرور موجود تھا۔

بیگمات بھوپال تقریباً سب زیورِ تعلیم سے آراستہ تھیں۔ جن میں سرکار خلد نشین نواب سکندر بیگم صاحبہ کی قابلیت کا سکہ تو ہر ادنےٰ و اعلیٰ کے دل پر بیٹھا ہوا تھا۔ ان کی شستہ تقریر اور پُرزور دلیلیں سن کر بڑے بڑے دنگ رہ جاتے تھے۔ اور بالآخر اسی بے مثال لیاقت و قابلیت کی وجہ سے ہی وہ اپنے موروثی حق یعنی مسندِ ریاست کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ جو ایک غیر منصفانہ وصیت نامہ کی رو سے ان کے قبضے سے نکل چکی تھی۔

اب ہمیں ان مختصر صفحات میں یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس نامور مدبر اور بیدار مغز بیگم نے خود کس طرح تعلیم پائی۔ اس کے زمانہ حکومت میں کیا کیا علمی ترقیاں ہوئیں۔ اور اس کے بعد سے عہد بہ عہد ان میں کیا اضافہ ہوا۔ اور بھوپال نے کیسی کیسی قابل خواتین پیدا کیں۔

بلقیس بیگم

تمہید

تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان تعلیم نسواں سے بیگانہ تو کبھی نہیں رہا۔ اور ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی ایسی قابل اور مایہ ناز خاتون یہاں پیدا ہوئی ہے۔ کہ جس کا نام جب تک دنیا قائم ہے روشن رہے گا۔ مثلاً نور جہاں، زیب النساء، رضیہ سلطانہ۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ تعلیم عام نہ تھی۔ البتہ شاہی خاندانوں اور خواص میں برابر علمی چرچے رہتے تھے۔ اور انہیں میں بعض بعض وہ گوہر بے بہا نکل آتے تھے۔ جن پر ہماری صنف ہمیشہ ناز کرے گی۔

لیکن انیسویں صدی جس وقت سے ہماری کتاب شروع ہوتی ہے۔ یعنی نواب سکندر بیگم کے عہد سے یہ وہ تاریکی کا زمانہ

Taj Tahir Foundation

تھا - کہ تمام ہندوستان غفلت کی نیند سو رہا تھا - اور تعلیم نسواں کا تو کسی کو خیال تک بھی نہ تھا - یہاں تک کہ جب سر سیّد نے تعلیم جدید کی اشاعت کے لئے اپنے ہم عصر علما سے خاص مضامین لکھوائے تو ان میں منجملہ بتیس کے صرف ایک نے اپنی تحریر میں تعلیم نسواں کے متعلق کچھ تذکرہ کیا تھا۔ لیکن کمیٹی نے اس مسئلہ سے ایسی لاپروائی اختیار کی - کہ اس پر غور ہی نہیں کیا گیا۔

ہاں اس زمانے میں مشن کی طرف سے بیشک عورتوں کی تعلیم کی کوشش شروع ہوگئی تھی - اور اس میں کامیابی کے آثار پیدا ہو کر گورنمنٹ کی طرف سے بھی اس میں امداد ملنے لگی تھی - اور ۱۸۴۹ء سے بنگال کی تعلیمی مجلس کو حکم دے دیا گیا تھا - کہ آئندہ سے زنانہ تعلیم کو بھی اس کی ایک شاخ قرار دیا جائے۔

Taj Tahir Foundation

نواب سکندر بیگم کی تعلیم و تربیت

نواب سکندر بیگم کی ولادت باسعادت ۲۸ر شوال سنہ ۱۲۳۳ھ مطابق ۳۱ر اگست سنہ ۱۸۱۸ء کو بروز دوشنبہ ہوئی۔ ابھی صرف سوا برس کی ہونے پائی تھیں۔ کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اور قسمت نے یتیمی کا وہ لقب دے دیا۔ جو معمولاً دنیا کے سب نامور و مشہور اشخاص کے نام کا ایک جزء ہوا کرتا ہے*

جس وقت انہوں نے آغوش مادری سے نکل کر مکتب میں قدم رکھا۔ تو نواب گوہر بیگم نے اپنی پیاری اور ہونہار بیٹی کو اس زمانہ کے رسم و رواج اور تمدن کے مطابق تعلیم شروع کرائی اور ہر علم و فن کے لئے الگ الگ معلم مقرر کئے لیکن افسوس

Taj Tahir Foundation

ہے۔ کہ ان سب کے نام معلوم نہیں ہو سکے[1]۔

درس نظامیہ[2] کی طرح اس زمانے میں بھی طلبا کے پڑھنے کے لیئے ایک خاص نصاب مقرر تھا۔ جس کی تکمیل پر قابلیت منحصر تھی۔ مگر چونکہ تعلیم نسواں کا باقاعدہ رواج نہ تھا۔ اس لیئے مستورات کے لیئے کوئی خاص نصاب مقرر نہیں تھا۔ البتہ مذہبی تعلیم ہر مسلمان خاندان میں لازمی تھی۔ کلام مجید ختم ہونے کے بعد قرآن شریف کا ترجمہ اور اردو کی مذہبی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ اور شاذونادر خاندانوں میں لڑکیاں فارسی بھی پڑھتی تھیں۔

لیکن ایک شاہی خاندان کی نونہال کے لیئے مذہبی تعلیم

[1] ان میں ریاض الدین انصاری بہت ممتاز تھے۔ اور اب تک میاںجی مشہور ہیں۔ ان کی قبر ایک ٹیکری پر ہے۔ جو ضیاء الدین کی ٹیکری کہلاتی ہے۔ اب یہ ٹیکری اس وسیع رقبے میں ہے۔ جو احمد آباد کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کو ہر ہائینس نواب سلطان جہان بیگم مرحومہ نے اپنے عہد حکومت میں آباد کیا ہے۔ اور جہاں شاہی محل وایوان بنائے گئے ہیں۔

[2] جس کے بانی ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی ہیں۔ جنہوں نے ۱۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

Taj Tahir Foundation

کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کی تکمیل بھی لازمی تھی۔ کیونکہ ریاست کے دفتر اس وقت تک فارسی ہی میں تھے۔ علاوہ ازیں نواب گوہر بیگم کا مطمح نظریہ تھا۔ کہ وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو مسند حکومت پر جلوہ آرا دیکھیں۔ (چنانچہ ایک خریطے میں نواب گورنر جنرل بہادر کو تحریر فرماتی ہیں۔ کہ میں نے سکندر بیگم کی تعلیم میں بڑی کوشش کی ہے۔ اور وہ عقل و فراست رکھتی ہیں۔ اس لئے انہیں کو بغیر کسی مداخلت کے ریاست سپرد کی جائے) اس لئے تعلیم و تربیت پر خاص توجہ مبذول کی گئی۔ اور نہ صرف کتابی تعلیم بلکہ فنون سپہگری بھی سیکھے۔ اور ملک داری کی تعلیم و تربیت ریاست کے معتمد وزراء حکیم شہزاد مسیح۔ میاں کرم محمد خاں اور راجہ خوش وقت رائے کی نگرانی میں حاصل کی۔ نواب سکندر بیگم کے تعلیمی حالات اگرچہ تفصیل سے نہیں مل سکے۔ لیکن ایک سابق مورخ دربار بھوپال اپنی کتاب تاریخ بھوپال میں نواب سکندر بیگم کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

"کتب درسیہ از کریما تا ابوالفضل ازبر دفن حساب وہندسہ مستحضر عرائض خط رکیکہ را بے تامل می خواند۔ و بہ اندک خوض موشگافی مقدمات غور طلب می فرماید"۔

مذہبی تعلیم میں پہلے انہیں قرآن شریف پڑھایا گیا۔ اور جب سمجھدار ہوئیں۔ اور علمی استعداد زیادہ ہو گئی۔ اس وقت ترجمہ

پڑھایا گیا۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترجمہ خاص توجہ سے پڑھا تھا۔ کیونکہ بعض اوقات ان کی تقریر و تحریر میں آیات قرآنی کے برجستہ حوالے ہوتے تھے ؎

خوش نویسی

نواب سکندر بیگم کو خوش نویسی کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس طرف زیادہ توجہ نہیں فرمائی۔ کیونکہ خط میں خوش نویسی کی شان نہیں ہے لیکن پختگی ضرور ہے ؎

انشا پردازی

ان کے خطوط خرائط اور احکام کے دیکھنے سے (جن کے متعدد نمونے اس کتاب میں موجود ہیں) معلوم ہوتا ہے۔ کہ معمولی فارسی عبارت قلم برداشتہ لکھتی تھیں ؎

Taj Tahir Foundation

نواب سکندر بیگم کی تعلیمی کوششیں

سکولوں کا اجرا اور ان کا انتظام

نواب سکندر بیگم کا عہد حکومت ۱۸۴۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ لڑکیوں کی تعلیم پر کسی کو کوئی توجہ نہیں تھی۔ بعض بعض ریاستوں میں لڑکوں کے لئے اسکول کھولے جا رہے تھے۔ لیکن لڑکیوں کے لئے کوئی مدرسہ جاری نہیں کیا گیا تھا۔ ایسے وقت میں نواب سکندر بیگم نے بھوپال میں لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے لئے مدارس کا اجرا فرما کر ایک زبردست مثال قائم کردی۔ کہ ایک فرمانروا کو اپنی رعایا کے ہر مرد و عورت کا کس طرح یکساں خیال رکھنا چاہیئے۔ انہوں نے نہ صرف بھوپال میں بلکہ ہر پرگنے میں اردو ہندی کے مدرسے جاری کئے۔ اور رعایا کو پڑھنے لکھنے کی ہر ممکن ترغیب دلائی۔ مدرسہ سلیمانیہ میں فارسی اردو کے ساتھ انگریزی زباندانی سکھانے کا بھی انتظام تھا۔ اور تمام طالب علموں کا لڑکیاں ہوں۔ یا لڑکے سال بھر میں دو دفعہ امتحان

Taj Tahir Foundation

ہوتا تھا۔ اور کامیاب ہونے پر ایسی کتابیں انعام میں دی جاتی تھیں۔ جن سے دفتروں میں کام کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ وہ اسکول ہی میں رکھی جاتی تھیں۔ اور جب انعام پانے والا انہیں پڑھ کر ختم کر لیتا تھا۔ تو اسے ان کی قیمت کا روپیہ مل جاتا تھا۔

مانیٹری کا عہدہ آج کل محض ایک اعزاز کے طور پر دے دیا جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس کی بھی تنخواہ رکھی تھی۔ لڑکوں کو تین روپے اور لڑکیوں کو دو روپے ماہوار ملتے تھے۔ جس وقت طلباء اسکول کی تعلیم سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو ان میں سے جن کے اچھے نمبر آتے تھے۔ وہ سرکاری دفتروں اور محکموں میں بطور امیدوار رکھ لئے جاتے تھے۔ اور جب موقع ہوتا تھا۔ انہیں معقول ملازمتیں دی جاتی تھیں۔

یتیم لاوارث اور غریب بچیوں کے لئے کوئین وکٹوریا آنجہانی کے نام پر وکٹوریا اسکول قائم کیا تھا جس میں پڑھائی کے علاوہ دستکاری پر بھی خاص توجہ تھی۔ اور نہ صرف سوزن کاری بلکہ کھانے پینے کی اشیاء کا تیار کرنا وغیرہ بھی سکھایا جاتا تھا۔ اس اسکول کی لڑکیوں کے ہاتھ کی چیزیں نواب سکندر بیگم وائسرائے اور اکثر یوروپین لیڈیوں کو ہدیتہً بھیجا کرتی تھیں۔ اور کبھی عمائد ریاست کو بھی عنایت فرماتی تھیں۔ دربار آگرہ

کے موقع پر حضور کوئین وکٹوریا اور شہزادی ویلز کو بھی آپ نے بھی تحفے ارسال کئے تھے۔

سفر حج سے واپسی پر ترکی لباس کا نمونہ اپنے ہمراہ لائی تھیں۔ اور وہی لباس اس اسکول کی وردی قرار دیا تھا۔ مدرسے کی نگرانی بہت سخت تھی۔ لڑکے لڑکیاں اکثر ڈیوڑھی پر حاضر ہوتے تھے۔ اور وہاں ان کی لیاقت اور سلیقے کا امتحان ہوتا تھا۔ نواب شاہجہان بیگم اور نواب سلطان جہاں بیگم ہفتے میں ایک ایک دن خود جا کر اسکول کا معائنہ فرماتی تھیں۔

اس اسکول کے طالب علموں کی شادیاں بھی نواب سکندر بیگم خود ہی قرار دیتی تھیں۔ اور زیادہ تر اخراجات شادی بھی ریاست ہی کی طرف سے ادا کئے جاتے تھے۔ طلبا کی حاضری پر غیر معمولی توجہ تھی۔ یہاں تک کہ حاضری کے نقشے بھی اور سرکاری کاغذات کی طرح ملاحظے میں پیش ہوا کرتے تھے۔ طالب علموں میں شوق پیدا کرنے کی کوششوں کے علاوہ مدرسوں کو بھی معافیاں عطا فرما کر ان کا حوصلہ بڑھایا جاتا تھا۔ کہ وہ رعایا کی تعلیم میں دل لگا کر محنت کریں۔

Taj Tahir Foundation

نواب سکندر بیگم کی تصنیفات اور ذوق علمی

نواب سکندر بیگم کی باقاعدہ تعلیم شادی سے پہلے ختم ہو چکی تھی۔ لیکن ان کے علمی شوق نے ہمیشہ ان کو طالب علم ہی رکھا۔ مذہبی علوم خاص کر فقہ تصوف اور معرفت کی کتابوں سے ان کو خاص دلچسپی تھی۔ دوسرے مذاہب کی کتابیں بھی شوق سے دیکھی تھیں۔ سریمد بھاگوت ہندوؤں کی مشہور کتاب اور توریت و انجیل[1] کے ترجموں کا بہت غور سے مطالعہ فرمایا تھا۔ اور ان کا حال بھی انہوں نے اپنے روزنامچے میں لکھا ہے۔ مذہبی کتابوں کے علاوہ اخلاقی تمدنی تاریخی اور جغرافیے کی کتابیں بھی دلچسپی سے دیکھتی تھیں۔ اور یہ شوق یہاں تک ترقی کر گیا تھا۔ کہ باوجود کاروبار ریاست کی مصروفیت کے اخیر

[1] پادری ولکنسن نے ۱۸۶۰ء میں انجیل کا فارسی ترجمہ بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

Taj Tahir Foundation

زمانے میں انگریزی پڑھنی شروع کی تھی۔ جس کا حال خود انہوں نے اس طرح لکھا ہے:

"منشی حسین خاں را نسبت، عہدہ سابق فی الجملہ ترقی شدہ است کہ او شان ما را و نواب شاہجہاں بیگم و سلطان جہاں بیگم را درس انگریزی میدہد"۔

مکہ معظمہ میں انہوں نے یہ بھی کوشش کی تھی۔ کہ قرآن مجید کے احکام میں سے لے کر ایک ایسا مجموعہ تیار کرائیں۔ جس میں انتظام ملک و تمدن کے سارے اہم امور آ جائیں۔ اس کوشش میں انہوں نے خود بھی بہت کچھ محنت برداشت کی اور کتاب کی تکمیل کے لئے مولوی عبدالقیوم صاحب کو مامور کیا۔ جس وقت وہ مکمل ہو گئی۔ تو مولوی شاہ حسین صاحب بخاری جو ایک جیّد عالم تھے۔ اس کے تبصرے اور تنقید پر مقرر کئے گئے مگر افسوس ہے کہ بجز ان تھوڑے سے کاغذات کے جن سے اس کتاب کی تالیف کا حال معلوم ہوا۔ اور مسودات نہ ملے۔ اور اس لئے اس کتاب کی بابت کچھ لکھا نہیں جا سکتا۔ اس موقع پر خود اُن کا ایک خط مولوی عبدالقیوم صاحب کے نام کا درج کیا جاتا ہے۔ جس سے اس کتاب کی تالیف کا مقصد آسانی سے ذہن نشین ہو سکے گا۔

"خط آپ کا مورخہ نہم صفر سنہ ۱۳۰۳ھ باستفسار شرح مسائل

جس کے لکھنے کا میں نے مقام مکہ معظمہ میں آپ سے کہا تھا۔
آیا۔ صورت اس کی یہ ہے۔ کہ مقام مکہ شریف میں آپ
نے مجھ کو ترجمہ کلام مجید کا سنایا تھا۔ اور اس میں ذکر
بندوبست دیوانی فوجداری کے اجراء مقدمات کا تھا۔ جیسا
کہ اصحاب کبار جناب رسول کریم صلعم کے سامنے ہوا کرتا
تھا۔ بہت میں نے کہا تھا۔ کہ وہ آپ مجھ کو لکھ دیں۔ سو وہ فہر
آپ نے لکھ کر اب تک مجھ کو نہیں دی۔ اور سوائے اس
کے اَور دیگر مقدمات اجرا کار دنیا کے متفرق آیتوں سے
آپ نے مجھے سنائے ہیں۔ اور مجھ کو مکہ کی سی فرصت نہیں
جو میں کلام مجید سن کر آپ کو بتا دوں۔ آپ ہی اس کو
سُن اجرائے کار دنیا کے جو مقدمے ہوں۔ وہ مجھ کو لکھ
دیں۔ اور اگر بالکل آپ کو یاد نہ ہوں۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ
بعد دورے کے ایک ایک رکوع میں آپ سے لیا کروں
گی۔ کہ اس طرح سے آپ مجھ کو لکھ دیں۔ اور جب
آپ مکہ شریف میں مجھ کو ترجمہ سناتے تھے۔ اس وقت مَیں
نے آپ کو چند مقام ذہن نشین بھی کر دیئے تھے۔ کہ
آپ مجھے یہ لکھ دیں۔ امید ہے۔ کہ جو آپ کو یاد رہا ہے
اس کو بطور فہرست یا نقشے میں یا عبارت میں لکھ کر ذریعے
خط کے آپ میرے پاس بھیج دیں۔ میں اس کا نقشہ بنوا

ہوں گی"۔

مکہ معظمہ ہی کے قیام کے زمانے میں ترکوں کی اخلاقی حالت دیکھ کر انہوں نے یہ بھی تجویز کی تھی۔ کہ قرآن مجید کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ یہ لوگ مذہبی احکام سے بے خبر ہیں۔ اسی لئے ان پر عمل بھی نہیں کرتے۔ اور شیخ احمد صاحب داغستانی سے جو ایک زبردست عالم تھے۔ اور ترکی اور عربی بہت عمدہ جانتے تھے۔ اس مسئلہ پر گفتگو کر کے انہیں اس کام پر آمادہ کر لیا۔

داغستانی صاحب نے اپنے وعدہ کے مطابق وہ ترجمہ کر کے نواب سکندر بیگم کے پاس بھیج دیا تھا۔ جس کے صلہ میں داغستانی صاحب کو چار ہزار روپیہ نقد اور قیمتی تحفے دیئے گئے۔ لیکن قضا و قدر نے اس کے شائع ہونے کی مہلت نہ دی۔ اسی سال ان کو سفر آخرت پیش آیا۔ اور افسوس کہ آج اس ترجمے کا مسودہ بھی موجود نہیں ہے۔ البتہ ۱۲۹۴ھ میں مصر کے مطبع خدیویہ میں مولوی جمال الدین خاں مدار المہام نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے فارسی ترجمے فتح الرحمٰن کا ترجمہ کرا کے شائع کیا ہے۔ یہ ترجمہ مولوی خیر الدین خاں حیدر آبادی نے کیا تھا۔ جو ایک رئیس و عالم تھے۔

اسی سلسلے میں نواب سکندر بیگم کا یہ کارنامہ بھی ہے۔ کہ عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے انہوں نے مولانا

شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر فتح العزیز[1] کو مکمل کرانے کی طرف توجہ منعطف کی + انہوں نے اس کی تکمیل کے لئے مولوی حیدر علی لکھنوی مؤلف منتہی الکلام کو (جو شاہ صاحب کے شاگردوں میں سے ایک بڑے جید عالم۔ متکلم اور مناظر تھے۔ پانچ سو روپے ماہوار پر مقرر فرمایا۔ اور چند اور علماء ان کی امداد کے لئے معین کئے۔ چنانچہ کئی سال کی محنت میں والمحصنات تک چار ضخیم جلدیں تیار ہوئیں۔ مگر اس کے بعد مولانا دکن چلے گئے۔ اور تفسیر ناتمام رہ گئی + یہ چاروں جلدیں ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں موجود ہیں +

نواب سکندر بیگم میں تصنیف و تالیف کی قابلیت بھی موجود تھی۔ جو تاریخ سکندری کے دیکھنے سے اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے + انہوں نے اسے میجر ڈیورینڈ پولیٹکل ایجنٹ کی تحریک سے تزک بابری کے طرز پر مرتب کرایا تھا۔ اور باقی

[1] شاہ صاحب جس مرتبے کے بزرگ اور عالم تھے۔ اس سے کون واقف نہیں۔ اور ان کا جو فیض عام ہے۔ اس سے تمام علمائے اسلام ابھی تک مستفید ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ایک تفسیر کی بنیاد ڈالی تھی۔ جس کا نام فتح العزیز رکھا تھا لیکن صرف سورہ فاتحہ پارہ عم کامل اور سورہ الملک سے المرسلات تک لکھی گئی تھی۔ کہ شاہ صاحب رحلت فرما گئے +

Taj Tahir Foundation

ریاست کے زمانے سے حالات وواقعات کی جستجو کی لیکن مشکل یہ تھی۔ کہ گذشتہ زمانے کے کاغذات موجود نہ تھے۔ صرف کچھ تھوڑے سے نواب قدسیہ بیگم کی ڈیوڑھی سے مل سکے۔ اور باقی جن جن لوگوں کے پاس خیال تھا کہ محفوظ ہوں گے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ سب ضائع ہو چکے ✤

غرض کاغذات کے لحاظ سے صرف وہی سرمایہ موجود تھا جو نواب قدسیہ بیگم کے ہاں سے ملا۔ پھر معمر اور سن رسیدہ آدمیوں کو تلاش کر کے جہاں تک ممکن ہوا۔ ان سے واقعات معلوم کئے۔ اور کچھ تاریخوں (جیسے تاریخ جاورہ' تاریخ مالکم صاحب اور سراج الاقبال وغیرہ) سے مدد لی ✤

اس طرح ابتدائی حالات مرتب کئے۔ آپ نے زمانے کے حالات دفتر سے انتخاب کرائے۔ حالانکہ وہ بالکل نامکمل وغیر مسلسل تھے لیکن بہرحال اس مواد سے کتاب کی ترتیب شروع کرادی۔ مولوی صدیق حسن خاں صاحب مرحوم ومغفور کو ترتیب پر مامور کیا اور کام جاری ہوگیا۔ مسودات تیار ہو ہو کر ملاحظے میں پیش ہوتے تھے۔ اور ان کی ہدایت کے مطابق درست کئے جاتے تھے۔ چنانچہ ان کی ہدایت ونگرانی کا اندازہ ذیل کے احکام سے ہوگا ✤

"یہ عرضی نزدیک مولوی صدیق حسن کے بھیجی جائے۔ کہ

جو عبارت تاریخ بابری کے قاعدے پر تم بتاتے ہو۔ وہ
دقیق ہے۔ اور اس عبارت کے درست کرنے کا قاعدہ
یہ ہے۔ کہ جو عبارت خرائط و خطوط وغیرہ کی ہے۔ وہ بدستور
رہے گی۔ صرف اختصار اس کا ہوگا۔ تا کہ وقت مقابلہ مثل
خام کے عبارت مذکور مثل خام سے مل جائے۔ اور اس کے
مقابلے میں دقّت نہ ہو۔

اس کے بعد دوسرے پروانے میں لکھتی ہیں:۔

"فصل پہلی تاریخ بھوپال کی جو بمہ جہت تیار کر کے آپ
نے دی ہے۔ اس کی مثل خام مقدمہ وار نہیں ہے۔ یعنی
کچھ حال اس کا تصنیف و بانت رائے سے لکھا گیا ہے۔
اور کچھ تاریخ مطبوعہ گلشن آباد عرف جاورہ سے اور کچھ تاریخ
تصنیف مولوی عباس سے اور بعض حال اس کا کاغذات
دفتر سے لکھا گیا ہے۔ اس سبب سے صرف عبارت اس
کی بابری کے طور پر لکھی گئی ہے۔ فارسی سلیس اور مختصر ہیں
مطابق محاورہ ایران کے نہیں لکھی گئی۔ اس واسطے تم کو
لکھا جاتا ہے۔ کہ اب جو زمانہ مختاری نواب بیگم صاحبہ قدسیہ
سے کتاب بنے گی۔ اس کی دو کتابیں ہوا کرینگی۔ ایک
مطابق عبارت تزک بابری کے اور دوسری عبارت سلیس
اور مختصر ہیں مطابق محاورہ ایران کے۔ اور قاعدہ اس کا

Taj Tahir Foundation

یہ ہے۔ کہ اول مثل خام کاغذات دفتر کی مقدمہ وار مرتب
ہو کر اس کی نقل جزوں پر کی جائے گی۔ اور جزو نقل کی عبارت
فارسی سلیس میں مطابق محاورہ ایران مختصر ہو گی۔ اور بعد اس کے
ان جزوں سے عبارت تزک بابری کے قاعدے پر لکھی جائیگی
اور اس کے بعد مقابلہ عبارت تزک بابری کا فارسی کتاب سے
ہوگا۔ جو اس میں کچھ فروگذاشت نہ ہو۔ اور اس کے بعد جو
کتاب فارسی کی مطابق محاورۂ ایران کے ہو گی۔ وہ چھاپہ
ہو کر سرداران بھوپال کی خدمت میں واسطے اصلاح کے
بھیجی جائے گی۔ اور جو کتاب مطابق عبارت تزک بابری کے
ہو گی۔ وہ خدمت میں کرنیل ڈیورنڈ صاحب بہادر کے بھیجی
جائے گی۔ اور جب وہاں سے پسند ہو کر آئیگی۔ کشمیری کاغذ
پر صاف ہو گی۔ اور کتاب فارسی محاورۂ ایران کی دفتر میں
رہے گی۔ یہی قاعدہ دوسری فصل سے آخر تک کتاب تاریخ
بھوپال کے لکھنے کا ہے۔ اسی قاعدے سے آپ لکھا کریں
اور جب عبارت آخر مختصر ہونے کو تمہارے پاس آیا کرے
اس وقت ان کی عبارت فارسی سلیس میں مطابق محاورۂ
ایران کے درست کر دیا کرو۔ تاکہ متصدی بھی مطابق اس
کے صاف کرے۔ اور تم بھی اس سے عبارت مطابق تزک
بابری کے لکھو"۔

اس کتاب کو چار فصلوں میں تقسیم کیا ہے ۔

(۱) سردار دوست محمدؐ خاں کے زمانے سے نواب نظر محمدؐ خاں کے انتقال تک ۔

(۲) نواب نظر محمدؐ خاں کے انتقال سے نواب بیگم کی مختاری ریاست تک ۔

(۳) حالات زمانہ مختاری نواب بیگم ۔

(۴) حالات صدر نشینی نواب بیگم ۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۱۸۶۸ء تک بہت کچھ مرتب ہو چکی تھی لیکن صرف فصل اول تاریخ سکندری کے نام سے طبع ہو سکی۔ باقی فصلیں رہ گئیں۔ مگر بعد میں نواب شاہجہاں بیگم نے اپنے زمانے کے حالات اس میں اضافہ کر کے تاج الاقبال کے نام سے طبع کرا دیا۔ مگر اس کتاب میں نواب سکندر بیگم کے حالات بہت ہی کم ہیں۔ کیونکہ وہ ایک تاریخ ہے۔ اور یہ حالات مستقل سیرت کے محتاج تھے ۔

سفرنامہ حج

اسی طرح جب نواب سکندر بیگم نے حج کا قصد فرمایا۔ تو میجر ڈیورینڈ اور ان کی لیڈی صاحبہ نے ان سے اپنا سفرنامہ لکھنے کی بھی درخواست کی۔ چنانچہ حج سے واپسی پر یہ سفرنامہ مرتب ہوا۔ اس سفرنامہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اس مبارک

Taj Tahir Foundation

سفر میں ہر چیز کو کیسی گہری نظر سے دیکھا۔ آب وہوا۔ موسمی حالت۔ صحت۔ تمدن۔ معاشرت۔ سلیقہ طرز تعمیر و آرائش مکانات اسباب آسائش۔ طرز آبادی تعلیم۔ تجارت۔ قومی حالت وغیرہ سب پر مختصر بحث کی ہے۔

یہ سفرنامہ ان کی زندگی میں تو نہیں چھپ سکا لیکن بعد میں نواب شاہجہاں بیگم نے انگریزی[1] میں ترجمہ کرا کے شائع کر دیا۔ اور کوئین وکٹوریا کے نام کے ساتھ اس کا تہدیہ کیا گیا۔

آئین سکندری

ان کتابوں کے علاوہ ایک اور مجموعہ آئین سکندری ہے۔ اس میں مذہبی اخلاقی اور سیاسی نصیحتیں ہیں۔ جو اگلے بزرگوں کی تصنیفات سے لی گئی ہیں۔ چنانچہ وہ خود بھی ان ہدایتوں پر کاربند رہیں۔ اور چاہتی تھیں۔ کہ ان کے جانشین بھی انہیں اصولوں کے پابند رہیں۔ اس کی اہمیت کے اندازے کے لئے بطور نمونہ ایک ورق ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

نصیحت۔ خداوند ملک را واجب است کہ ہرگاہ حادثہ رُودہد

---

[1] ریورینڈ ولیم ولکنسن نے مسٹر آسبرن کی نگرانی میں ترجمہ کیا۔ اور مسٹر فیٹز جیمس ایگزیکٹو انجینئر ہوشنگ آباد نے تصاویر اور مرقعوں سے آراستہ کیا۔

Taj Tahir Foundation

وموجب تشویشِ خاطر باشد۔ شبانگاہے کہ خلق آرام استعانت
بدرگاہِ حق سبحانہٗ تعالےٰ برد۔ وبدعائے زاری قوت و
نصرت خواہد۔ بخدمت علما و صلحا و عباد قیام نماید۔ بزیارت
بقاع شریفہ رود۔ ہمت طلبد و از روان پاکان مدد جوید۔
و در حق ضعیفان و مسکینان نظر کند۔ وتنے چند از زندانیان
رہاند۔ و نیت خیرات کند۔ لشکریان و حواشی و سائر بندگان
را نوازش فرماید۔ و بوعدہ امیدوار گرداند۔ و از روئے
عقل و مشاورتِ دوستانِ خردمند و یکدل در دفع آن
حادثہ سعی نماید۔ و چون مراد برآید۔ شکر و سپاسِ فضلِ
خدائتعالےٰ گوید۔ و بر کامیابی آن نذرہائے کہ کردہ وفا
نماید۔ و شکرانہ مزید بجا آورد۔ تا نوبت دیگر ہم چون واقعہ
پیدا گردد۔ دلہا بجانب وے مائل باشد۔ و خاطر جمہور
با او بارِ دگر فتح و نصرت را امیدوارد۔ چندے نصیحت
سعدی بگوش دل بشنود۔ بصدق کاربندد۔ کہ بتوفیق حق
سبحانہ تعالےٰ مرادش حاصل باشد۔ و نفس و فرزند بعافیت
دنیا و آخرت برمراد۔ "واللہ رؤف بالعباد" +

اُردو ادب کی سرپرستی

نواب سکندر بیگم جس طرح فارسی زبان میں دلچسپی لیتی تھیں۔ اسی طرح اردو کی بھی جو ابھی بالکل ابتدائی حالت

Taj Tahir Foundation

میں تھی۔ قدردانی فرماتی تھیں + ایک مرتبہ سیر و سیاحت کے سلسلے میں لکھنؤ تشریف لے گئیں۔ تو مرزا رجب علی بیگ سرور کو باریاب کیا۔ جو اس زمانے کے مشہور انشا پرداز تھے۔ اور ان سے ایک قصہ لکھنے کی اصرار کے ساتھ فرمائش کی + قصے کا مضمون یہ تھا۔ کہ "بھوپال کے کسی امیر نے ایک نر سارس کا شکار کیا تھا۔ اور اس کی مادہ اس کے لئے کُڑھ کُڑھ کر مر گئی تھی" + وقت بہت کم تھا۔ اور فرمائش یہ تھی۔ کہ جلد لکھا جائے۔ مرزا صاحب نے فسانہ عجائب کے انداز پر روانگی سے پہلے ہی قصہ لکھ کر پیش کر دیا۔ جس کے صلہ میں خلعت اور پانسو روپیہ نقد مرحمت فرمایا + یہ قصہ شرار عشق کے نام سے لکھنؤ میں چھپ چکا ہے +

اشاعت تعلیم میں دلچسپی و امداد

نواب سکندر بیگم کی علمی دلچسپیاں اور

اشاعتِ تعلیم کی کوششیں بھوپال ہی تک محدود نہیں تھیں بلکہ بھوپال سے باہر بھی انہیں تعلیمی اغراض سے ہمدردی ہوتی تھی۔ اور ان کی امداد فرماتی تھیں +

سر سید احمد خاں کی حوصلہ افزائی

سر سید احمد خاں کی اشاعت تعلیم

کی کوششوں کو نواب سکندر بیگم نے نہایت قدر و عزت

کی نگاہ سے دیکھا۔ اور جون ۱۸۶۶ء میں ان کو اظہار خوشنودی کے طور پر الماس کی ایک انگوٹھی بھیجی۔ جس کی قیمت ایک ہزار روپیہ تھی ؂

تعمیر امداد مدرسہ سیہور

سیہور کا مدرسہ بہت چھوٹا تھا۔ عمارت بھی اچھی نہ تھی۔ ۱۸۵۰ء میں نواب سکندر بیگم نے اس کی نہایت خوش نما عمارت بنوائی۔ جس کی اطلاع ایجنسی ریذیڈنسی سے نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں بھیجی گئی۔ صاحب ممدوح نے نواب بیگم کو ایک خریطہ بھیجا۔ جس میں تحریر کیا تھا کہ :۔

اس عرصہ میں صاحب ریذیڈنٹ بہادر اندور اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ آپ نے علو ہمتی اور والانظری و بلند حوصلگی و عالی ہمتی سے حوالیٔ مالوہ (سیہور) میں مدرسہ تعمیر کیا ہے۔ اس بات کے معلوم ہونے سے بہت انبساط ہوا۔ اور آپ کی حسن نیت پر تحسین و آفرین کہنے

لہ دریں ولا از تحریرات صاحب ریذیڈنٹ بہادر اندور و صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال چناں جلوۂ ظہور داد۔ کہ آں مشفقہ بمقتضائے علو ہمت و والانظری و بمنشاء بلند حوصلگی و عالی ہمتی مدرسہ در حوالیٔ مالوہ (سیہور) تعمیر نمودہ اند از ادراک آں موجب انبساط فراواں خاطر اخلاص نشان آمد۔ بر حسن نیت آں اشفاق کلمات تحسین د آفرین برزبان رفت“ ؂

Taj Tahir Foundation

کی ؞

نواب منیر محمد خاں صاحب بہادر مرحوم جو نواب جہانگیر محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کے بڑے بھائی تھے۔ اپنی جاگیر سے ماصہ۵۰ سالانہ اس مدرسے کو دیا کرتے تھے۔ چونکہ ان کے انتقال کے بعد جاگیر شامل خالصہ ہو گئی۔ وہ زر سالانہ بھی بند ہو گیا۔ لیکن چونکہ علمی کام تھا۔ نواب بیگم کی بلند ہمتی نے گوارا نہ کیا۔ کہ جو رقم اس جائداد سے ایک دفعہ اشاعت تعلیم کے لئے جاری ہو چکی ہے۔ بند کر دی جائے۔ اس لئے بغیر کسی تحریک کے خود صاحب پولیٹکل ایجنٹ کو لکھ کر خزانہ ریاست سے یہ عطیہ جاری کر دیا ؞

نواب جہانگیر محمد خاں صاحب بہادر کے زمانے میں ۸۰۰ سالانہ اس مدرسہ کا مقرر تھا۔ سنہ ۱۸۵۶ء میں صہ ۵۰۰۰ سالانہ کر دیا۔ اور انگریزی کی تعلیم لازمی قرار دینے کی شرط کی ؞

مدرسہ ساگر کا معائنہ و انتظام

سیوانس کے دورہ میں جو ضلع ساگر سے بہت قریب ہے۔ ساگر بھی تشریف لے گئیں۔ اور جس طرح انگریزی کارخانجات اور میگزین کو دیکھا۔ اسی طرح مدارس کا بھی معائنہ کیا ؞ یہاں انگریزی کا جدید مدرسہ قائم ہوا تھا۔ اس کے کامیاب طلباء کو خاص انعام عطا فرمایا ؞

Taj Tahir Foundation

نواب شاہجہان بیگم کی ولادت اور تعلیم و تربیت

Taj Tahir Foundation

نواب شاہجہان بیگم کی ولادت مبارک ۶ رجمادی الاول ۱۲۵۲ سنہ ھ مطابق ۳۰ رجولائی ۱۸۳۸ سنہ ء کو قلعہ اسلام نگر میں ہوئی اور انہوں نے سرکار خلد نشین نواب سکندر بیگم جیسی ماں اور نواب قدسیہ بیگم سی بزرگ اور نیک نفس نانی کے آغوش شفقت میں پرورش پائی + اگرچہ اس زمانے میں آج کل کے سے طریقے تعلیم و تربیت کے رائج نہیں ہوئے تھے لیکن ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال ماں رجس کو قدرت نے غیر معمولی استقلال و قابلیت بیدار مغزی و ذہانت سے مالامال

کیا ہو) اپنی اولاد کی جیسی عمدہ تربیت کر سکتی ہے۔ ویسی ہی نواب سکندر بیگم نے اپنی نور نظر اور اکلوتی بیٹی کو اعلیٰ درجہ کی تربیّت و خانہ داری وغیرہ کی تعلیم خود دی۔ اور کتابی اور دینی تعلیم کے لیئے اس زمانے کے مشہور اور ممتاز علماء کو مقرر فرمایا۔ امور ملکی کی تعلیم خاص خاص اراکین ریاست کے سپرد ہوئی۔ اس کے علاوہ شہسواری اور نشانہ بازی کی بھی مشق کرائی جاتی تھی ۔

غرض کہ نواب شاہجہاں بیگم نے اپنی خداداد ذہانت جودت طبع۔ شوق و دلچسپی سے یہ کل مراحل تعلیم بہت جلد طے کر لیئے۔ اور جیسی ان حالات میں امید کی جا سکتی تھی۔ وُہ اعلیٰ صفات انسانی اور عمدہ تعلیم و تربیت کا ایک مکمل نمونہ تھیں + یہ اسی تعلیم کا ایک معمولی کرشمہ تھا۔ کہ شادی کے بعد جب وہ باضابطہ طور پر رئیسہ ہو چکی تھیں۔ اس وقت میں سرکار انگریزی نے نواب سکندر بیگم کے حقوق تسلیم کیئے لیکن یہ فیصلہ کہ وہ رئیس بنائی جائیں۔ یا نواب شاہجہاں بیگم بدستور اپنی جگہ رہیں۔ نواب شاہجہاں بیگم کی مرضی پر منحصر رکھا + انہوں نے اس چندروزہ دنیوی ریاست و حکومت کو کوئی چیز نہ سمجھا۔ اور خوشی سے ان قدموں پر قربان کر دیا۔ جن کے نیچے جنت کا یقین تھا +

Taj Tahir Foundation

جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ شاہی خاندانوں میں محبت کی ایک بے معنی لفظ سے زیادہ وقعت نہیں ہوتی۔ اور بادشاہت و حکومت کے شوق میں تو وہ نفرت و عداوت سے بدل جاتی ہے۔ ایسی حالت میں نواب شاہجہاں بیگم کی طرف سے سعادت مندی اور ایثار کی یہ کس قدر حیرت انگیز اور نادر مثال ہے۔

نواب شاہجہان بیگم کی تعلیمی کوششیں

سرکار خلد نشین نواب سکندر بیگم کے عہد حکومت میں اشاعت تعلیم کا آغاز ہو ہی چکا تھا۔ نواب شاہجہان بیگم نے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد اس میں اور اضافہ فرمایا۔

ان کی فیاضی اور اولوالعزمی اظہر من الشمس تھی۔ مدرسہ سلیمانیہ جو نواب سلیمان جہاں بیگم کی یادگار میں نواب سکندر بیگم نے قائم کیا تھا۔ اس کو ترقی دی۔ عربی فارسی اردو ہندی کے الگ الگ سکشن بنائے۔ انگریزی تعلیم کے کلاس قائم کئے۔ اور انگریزی کو رفتہ رفتہ ترقی دے کر ہائی اسکول کے

درجہ تک پہنچا دیا۔ اور پھر ۱۸۹۲ء میں اسے کلکتہ یونیورسٹی سے ملحق کرا دیا۔ اور اس مدرسہ کے لئے ایک وسیع کتب خانہ بھی عنایت فرمایا۔

عربی فارسی کی تعلیم کے لئے اپنے والد نواب جہانگیر محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کی یادگار میں مدرسہ جہانگیریہ جاری کیا۔ جس میں دُور دُور سے طالب علم آتے تھے۔ اور ان کو وظیفے دیئے جاتے تھے۔ اسی طرح اپنی نواسی بلقیس جہاں بیگم کی یادگار میں لاوارث بچّوں کی پرورش اور تعلیم کے لئے مدرسہ بلقیسیہ قائم کیا۔ جس میں ملک محروسہ کے بیکس و یتیم بچّے داخل ہوتے تھے۔ ان کی پرورش ہوتی تھی۔ اور تعلیم دی جاتی تھی۔

ہز رائل ہائینس ڈیوک آف ایڈنبرا کی تشریف آوری کی یادگار میں ایک عربی کا مدرسہ مولوی جمال الدین خاں مرحوم نے اپنے صرف سے جاری کیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد اس کا قائم رہنا مشکل معلوم ہوتا تھا۔ مگر نواب شاہجہان بیگم کی تعلیمی دلچسپی اور فیاضی نے اسے سنبھال لیا۔ اور اس کے اخراجات ریاست کی طرف سے پورے ہونے لگے۔ ایک اَور اسکول ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے نام نامی سے موسوم کر کے قائم کیا۔ جس میں لڑکوں کو صنعتی کاموں کی تعلیم دی جاتی تھی۔ دری۔ نواڑ۔ قالین۔ چکن۔ خیمہ دوزی۔ جراب

بانی۔ خیاطی۔ ملمع سازی۔ گلٹ طلائی و نقرئی وغیرہ کے کام سکھائے جاتے تھے۔

تعلیم نسواں کے لئے نواب سکندر بیگم کا جاری کیا ہوا مدرسہ وکٹوریا تو تھا ہی۔ مگر نواب شاہجہان بیگم نے ایک اَور مدرسہ نسواں بھی قائم کیا۔ اور ان دونوں مدرسوں کو خوب رونق اور ترقی دی۔

ان مدارس میں ہر قسم کا طلائی و نقرئی گوٹہ۔ ٹھپہ۔ لیس۔ پیمک۔ کلابتوں۔ کندلے کا تار۔ کامدانی۔ زردوزی ٹوپیاں دوشالہ بافی۔ کفش سازی کا کام سکھایا جاتا تھا۔

نواح بھوپال میں جو مدارس تھے۔ ان کی اصلاح کی گئی۔ نصاب معین ہوا۔ اردو ہندی کے استاد الگ الگ مقرر کئے گئے۔ اور ان پر ایک ذمہ وار افسر کو مقرر کیا۔ امیدواری ملازمت کے لئے یہ لازمی کر دیا۔ کہ امیدوار تعلیم کی سند حاصل کر چکا ہو۔ اور سرکلر جاری کر دیا۔ کہ جس شخص کے پاس اسکول یا کالج کا سارٹیفکٹ نہ ہو گا۔ اس کو ریاست میں جگہ پانے کا کوئی استحقاق نہیں۔

امتحان لینے کے لئے ایک جماعت ممتحن قائم کی۔ جو ہر ششماہی پر امتحان لیتی تھی۔ سال بھر میں ایک مرتبہ روبکاری میں امتحان ہوتا تھا۔ اور کامیاب طلباء کو انعام تقسیم کیا جاتا تھا۔

وظیفے بھی نہایت فیاضی کے ساتھ دیئے جاتے تھے۔ غریب ونادار طلباء کے لئے لباس وخوراک کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔ صنعتی مدرسوں کا بھی سال کے ختم پر امتحان ہوتا تھا۔ اور ترقی کا اندازہ کرنے کی غرض سے طلباء کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزیں خود ملاحظہ فرماتی تھیں۔ ایک عرصہ تک تمام مدارس پر نواب شاہجہان بیگم کی عام نگرانی تھی۔ پھر کچھ دنوں وزیر ریاست کی رہی۔ اور آخر میں ایک کمیٹی نگران مقرر ہوئی۔ جس کے زیر ہدایت تمام انتظام انجام پاتے تھے۔

مطبع و اخبار

نواب شاہجہان بیگم نے اشاعت وترقی تعلیم کی غرض سے پریس کو ترقی دی اور ایک مطبع موسوم بہ شاہجہانی تعلیمی کتابوں کے لئے مخصوص کر دیا۔ اسی مطبع میں عمدۃ الاخبار بھی شائع ہوتا تھا جس میں سرکاری گزٹ اور انگریزی اخبارات سے خبروں کے علاوہ بھوپال کے حالات علمی وادبی مضامین وغیرہ درج ہوتے تھے۔

اسی مطبع میں قرآن شریف نہایت اہتمام وصحت کے ساتھ طبع کرایا۔ جس کی نسبت عام اتفاق ہے۔ کہ اس میں کہیں کسی نقطے اور اعراب تک کی غلطی نہیں۔ اس سے بہتر اور صحت کے ساتھ کوئی دوسرا قرآن شریف طبع نہیں ہوا۔ عربی ادب اور فقہ وغیرہ کے متعلق بھی متعدد کتابیں حسن صحت وصفائی کے

Taj Tahir Foundation

ساتھ چھاپی گئیں ؂

نواب شاہجہان بیگم کی تصنیفات

اور ذوق علمی

نواب شاہجہان بیگم بھوپال کی فرمانروا بیگمات میں سے پہلی بیگم ہیں۔ جن کے نام نامی کے ساتھ مصنفہ کا پُر احترام لفظ نظر آرہا ہے۔ یوں تو نواب سکندر بیگم میں بھی یہ قابلیت موجود تھی جو تاریخ سکندری اور آئین سکندری کی تالیف و تدوین سے نمایاں ہوتی ہے۔ لیکن انہوں نے خود کوئی کتاب تصنیف نہیں کی ؂

نواب شاہجہان بیگم مصنفہ بھی تھیں اور شاعرہ بھی۔ تعلیم باقاعدہ ہوئی تھی۔ ذہن رسا اور طبیعت میں مذاق علمی موجود تھا۔ نواب امیر الملک والاجاہ سے عقد کرنے کے بعد تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئیں۔ اور نہایت مفید کتابیں تصنیف فرمائیں ؂

نواب جہانگیر محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کو شعر شاعری

سے دلچسپی تھی۔ خود بھی شاعر تھے۔ اس لیئے نواب شاہجہان بیگم
کی طبیعت شاعری سے فطری مناسبت رکھتی تھی عمر کے ساتھ شاعری
کا شوق بھی ترقی کرتا گیا۔ پہلے شیرین تخلص تھا۔ پھر بدل کر تاجور
کردیا + ان کے دو دیوان تاج الکلام اور دیوان شیریں چھپ چکے۔
مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں اُن کا اپنا کلام بہت تھوڑا
ہے۔ باقی فضول گو لوگوں نے لکھ کر ان سے منسوب کر دیا۔
اور دیوان ان کے ملاحظہ میں پیش نہیں ہوئے + اس قیاس
کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کی اَور کتابوں میں ان کی تہذیب متانت
اور سنجیدگی کا جو انداز ہوتا ہے۔ دیوان کے زیادہ تر اشعار اس
کے بالکل برعکس ہیں +

نظم کے سلسلہ میں ان کی ایک مثنوی صدق البیان ہے
اس مثنوی میں پہلے تو پرانے زمانے کی تحقیق کے مطابق آسمان
کی حالت۔ برجوں کی شکلیں۔ تبدیلی موسم کی وجوہات جو بروج
کے اثر سے پیدا ہوتی ہیں۔ زمین کی ماہیت اور پیداوار کا تذکرہ
ہے۔ پھر ہندوستان کی زمین کی کیفیت۔ اور اجناس کی پیداوار
معدنیات۔ چرند و پرند۔ مچھلیاں اور موسمی کیفیت اور اس کا جو
اثر آدمیوں پر ہوتا ہے۔ دکھانے کے بعد ان موسموں کے
اشغال کھیل۔ تماشے۔ میلے۔ تہوار دسہرہ۔ بسنت۔ ہولی۔ دیوالی
کا مفصل بیان ہے + اس کے بعد شہنشاہ تیمور اور راجہ پتھورا کی

Taj Tahir Foundation

جنگ تیمور کی فتح یابی۔ اس کا جشن فتح اور انتظام مملکت دکھایا ہے۔ پھر بابر و شاہجہان کا بھی ذکر ہے۔ دہلی کی عمارات آبادی۔ باغات۔ جشن۔ ساون۔ اور ہولی کے حالات تحریر کئے ہیں۔

اس مثنوی سے ہندوستان کی جغرافی و طبعی حالت اور قدیم معاشرت بہت اچھی طرح معلوم ہوتی ہے۔ بہ اعتبار بندش الفاظ و تلمیح و تمثیل و استعارہ کے شاعری کا بہترین نمونہ ہے۔

تاریخ میں تاج الاقبال مشہور کتاب ہے۔ جس میں سردار دوست محمد خاں بانی ریاست کے حالات سے لے کر اپنی حکومت کے ابتدائی چار سال تک کے حالات درج کئے ہیں۔ یہ کتاب گیارہ فرمانروایان بھوپال کی جن کا زمانہ فرمانروائی ۱۱۲۰ھ سے شروع ہوتا ہے ایک مکمل تاریخ ہے۔ ۱۶۹ سال کے تمام حالات نہایت تفصیل سے درج ہیں۔ آخر میں چند ضمیمہ جات ہیں۔ جن میں میرازی خیل کی تحقیق اپنے زمانے کے دفاتر کی تفصیل۔ جاگیرات کے حالات۔ گوشوارہ مردم شماری۔ مساحت شرح و پرگنہ جات قلعوں اور قصبوں کا حال۔ غلہ اور میوے کی پیداوار۔ کارپردازان و خیرخواہان ریاست کا تذکرہ نہایت وضاحت کے ساتھ درج کیا ہے۔

Taj Tahir Foundation

اس تاریخ کا ترجمہ انگریزی۔ فارسی۔ مرہٹی میں بھی ہوگیا ہے*

تہذیب النسواں و تربیت الانسان

یہ کتاب امور خانہ داری کی تعلیم کے لیئے نہایت مفید و کارآمد ہے۔ اس میں عورتوں کے امراض۔ ادویہ۔ گھٹی۔ عقیقہ۔ تقریبات۔ غذا و لباس۔ بیماری و علاج۔ منت و نذر۔ توہمات۔ ادعیہ۔ تربیت۔ والدین کا برتاؤ۔ گھر کی آرائش۔ زیورات تعلیم۔ فنون سپہگری سینا پرونا۔ رنگنا۔ ازدواج۔ حقوق الزوجین۔ طلاق و خلع۔ عدت تیمارداری۔ تعزیت۔ موت۔ جزع و فزع۔ تکفین و تجہیز۔ سوگ۔ خیرات۔ مقبرہ۔ زیارت قبور وغیرہ کو نہایت عمدگی کے ساتھ قرآن و حدیث کے حوالے سے سلیس عبارت میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ ۷۵۴ صفحوں میں تحریر کیا ہے*

یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ تمام لکھی پڑھی عورتیں اس کا مطالعہ کریں۔ اور اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور نواب شاہجہان بیگم کی تمام تصنیفات میں اس کتاب کو ایسی قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ کہ کئی دفعہ بکثرت چھپوا کر تقسیم کی گئی*

خزینۃ اللغات

اس کتاب میں چھ زبانوں یعنی اردو۔ فارسی۔ عربی۔ سنسکرت۔ انگریزی اور ترکی کے تقریباً ساڑھے پانچ ہزار لغات متعرفہ

درج ہیں۔ اول اردو الفاظ حروف تہجی کے قاعدے سے ایک خانہ میں اور پھر ان کے سامنے سنسکرت۔ فارسی۔ عربی انگریزی ترکی الفاظ ترتیب وار الگ الگ خانوں میں تحریر کیے گئے ہیں۔ سنسکرت اور انگریزی کے الفاظ اردو حروف کے علاوہ اُنہیں زبانوں کے رسم الخط میں بھی درج کیے گئے ہیں۔ تا کہ تلفظ میں صحت و آسانی رہے۔

لطیفہ ایک مرتبہ بھوپال میں ایک وائسرائے آیا۔ اور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان سے ملاقات کرنے کے لیے تاج محل گیا۔ وہاں منجملہ اَور باتوں کے ایک بات یہ بھی کہی۔ کہ "میں نے چند کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور میرے والد بھی مصنف تھے۔ مجھے یہ معلوم ہو کر بے حد خوشی ہوئی۔ کہ یور ہائینس بھی چند کتابوں کی مصنفہ ہیں" ترجمان نے جو غالباً ریزیڈنٹ یا پولیٹیکل ایجنٹ تھا۔ وائسرائے کے الفاظ کو اردو میں اس طرح ادا کیا" لاٹ صاحب بولتا۔ ہم کتاب لکھا۔ ہمارا باپ کتاب لکھا۔ آپ کتاب لکھا۔ بڑا خوشی"

Taj Tahir Foundation

سرکار عالیہ نواب سلطان جہاں بیگم مغفورہ کی ولادت اور تعلیم و تربیت

ہر ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم مغفورہ کی ولادت مبارک ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۵۲ء کو ایوان موتی محل میں ہوئی اور سرکار خلد نشین نواب سکندر بیگم نے بڑی شفقت و محبت کے ساتھ اپنی عزیز نواسی کی تعلیم و تربیت کا نہایت اعلیٰ پیمانے پر انتظام فرمایا۔ چنانچہ سرکار عالیہ خود تزک سلطانی میں تحریر فرماتی ہیں کہ

"پانچ برس تک ایسے ناز و نعمت کے ساتھ پرورش ہوتی

Taj Tahir Foundation

رہی۔ اور بجز کھیل کود کے اَور کوئی کام نہ تھا۔ پانچویں سال بڑی شان و شوکت کے ساتھ بسم اللہ کی تقریب ہوئی۔ میری تعلیم کا خود ضابطہ معین فرمایا۔ میرا "ٹائم ٹیبل" حسب ذیل تھا۔

قبل ظہر

۵ بجے سے ۶ تک۔ ہوا خوری

۶ بجے سے ۷ تک۔ ناشتہ

۸ بجے سے ۱۰ تک۔ کلام مجید

۱۰ بجے سے ۱۱ تک۔ سرکار خلد نشین کے ساتھ کھانا کھانا

۱۱ بجے سے ۱۲ تک۔ چھٹی

بعد ظہر

۱۲ بجے سے ایک تک۔ خوشنویسی کی مشق

ایک بجے سے ۳ تک۔ انگریزی

۳ بجے سے ۴ تک۔ فارسی

۴ بجے سے ۵ تک۔ حساب

۵ بجے سے ½۵ تک۔ بانک یا پشتو

½۵ بجے سے ۶ تک۔ سواری اسپ

۶ بجے سے ۷ تک۔ کھانا کھانا

۸ بجے سے سونے کو خوابگاہ میں چلے جانا

Taj Tahir Foundation

میری تعلیم کے لئے جو استاد مقرر ہوئے - ان کے نام مع کام کے حسب ذیل ہیں :-

(۱) حافظ محمدؐ سورتی - کلام مجید۔

(۲) مولوی جمال الدین خاں مدار المہام - ترجمہ کلام مجید و تفسیر

(۳) مولوی رضا علی المخاطب بہ شیریں رقم - خوشنویسی

(۴) منشی حسین خاں ماسٹر - انگریزی

(۵) مولوی حسین شاہ بخاری - فارسی

(۶) مولوی محمد ایوب صاحب - فارسی

(۷) پنڈت گنپت رائے گردجی - حساب

(۸) سید امیر علی پھکیت - بانک

(۹) غنی داد خاں استاد - شہسواری

(۱۰) اخوند صاحب - پشتو

اس انتظام کے ساتھ میری نگرانی تعلیم و تربیت بھی اپنے ذمہ رکھی تھی۔

نواب سکندر بیگم چونکہ خود انگریزی سے ناواقف تھیں۔ اس لئے اپنے یوروپین احباب کو ہر ہائینس کا امتحان دلوا کر ان کی ترقی کے متعلق اپنا اطمینان فرمالیتی تھیں۔ ہر ہائینس کی عمر دس ہی سال کی تھی - اور اس سلسلۂ تعلیم کو پانچ ہی برس گذرے تھے - کہ ۳۰ ؍ رجب ۱۲۸۵ھ کو نواب سکندر بیگم نے انتقال فرمایا

Taj Tahir Foundation

اور تعلیم کا یہ سلسلہ منقطع ہو کر دوسرا طریقہ شروع ہو گیا + سرکار عالیہ فرماتی ہیں کہ

"تعلیم کا جو نظام معین تھا - اس میں درہمی و برہمی ہو گئی - خوشخطی کی مشق بالکل جاتی رہی - اگرچہ قرآن مجید (۱۱) سال ہی کی عمر میں ختم ہو چکا - مگر دور کرتی تھی - اور مولوی جمال الدین خاں صاحب بہادر مدار المہام ایک گھنٹہ تفسیر اور ترجمہ پڑھاتے تھے - مولوی محمد ایوب صاحب بھی ایک گھنٹہ فارسی کی تعلیم دیتے تھے - دو گھنٹے تعلیم انگریزی ہوتی تھی - اسی کے ساتھ میری روبکاری میں صدور احکام کے لئے وہ کاغذات بھی پیش ہونے تھے - جن کی نسبت سرکار خلد مکان (نواب شاہجہاں بیگم) کا خاص حکم ہوتا تھا"

ظاہر ہے کہ ان اعلیٰ اصول تعلیم و تربیت مادرانہ محبت کے ساتھ توجہ و نگرانی میں ایک بے نظیر ذہن ایک روشن و بیدار دماغ کہاں تک حاصل نہ کرلے گا + چنانچہ اسی وقت سے سرکار عالیہ کی علمی قابلیت کے جوہر نمایاں ہونے شروع ہو گئے تھے - اور نواب سکندر بیگم کے انتقال کے بعد جب نواب شاہجہاں بیگم فرمانروائے ریاست اور ہرہائینس باقاعدہ ولیعہد ریاست تسلیم کی گئیں - مراسم صدر نشینی و ولیعہدی ادا کرنے کے لئے ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر نے بھوپال میں

دربار منعقد کیا حسب معمول تقریریں ہوئیں - اور ضابطہ کی تمام کارروائیاں عمل میں لائی گئیں + جب ولی عہدی کا اعلان ہوا - تو ہر ہائینس نے اس کے شکریہ میں ایک نہایت موزوں تقریر فرمائی + تاریخ عالم میں شاید ہی کوئی ایسی مثال ملے گی - کہ ایک یازدہ سالہ شہزادی نے کسی دربار عام میں اس طرح متانت و سنجیدگی کے ساتھ بغیر کسی جھجک کے تقریر کی ہو - جس نے تمام حاضرین کی زبانوں سے بے اختیار نعرۂ تحسین و آفرین بلند کرا دیئے +

Taj Tahir Foundation

علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم مغفورہ کی تعلیمی کوششیں

سنہ ۱۹۰۱ء میں جب بھوپال کی عنان حکومت ہماری مہربان وشفیق فرمانروا سرکار عالیہ نواب سلطان جہاں بیگم کے دست مبارک میں آئی۔ تو علیا حضرت نے اہل ریاست کی تعلیم کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائی۔ اس سے قبل تعلیم عام کرنے کی کوششوں کو پچاس سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ لیکن اسوقت تک کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اور انگریزی زبان سے تو عموماً لوگ متنفر تھے*

ہر ہائینس نے جاگیرداروں اور شاہی خاندان والوں کو تعلیم کا شوق دلانے کے لئے بے انتہا جدّوجہد کی۔ ہر موقع پر تعلیم کی نصیحت کے علاوہ عطیات انعامات اور عطائے وظائف کے ذریعہ ان کی تالیف قلب کی۔ اور ایسے طریقے بھی اختیار کئے۔ جن سے ایک حد تک وہ تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اپنے چھوٹے صاحبزادے رجو بفضلہ اس وقت خود

فرمانروائے بھوپال ہیں، کو اسی لئے اسکول میں داخل کیا۔ کہ وہ رعایا کے لئے نمونہ ہوں ۞

ہزہائینس کے ذوقِ علمی اور ان تدابیر کا اتنا عمدہ اثر ہوا کہ بھوپال کے مدرسوں میں ہر طبقے کے طالب علم نظر آنے لگے ہیں - اور یہاں کے باشندوں کو تعلیم کی قدر و منزلت اچھی طرح معلوم ہو گئی ہے - خاص کر لڑکیوں کے اسکول جیسے بفضلہ بھوپال میں آباد ہیں - اور شہر کے تمام شرفاء و معززین ان میں بے کھٹکے اپنی بچیوں کو بھیجتے ہیں - یہ بات اَور شہروں میں کم نظر آتی ہے - وجہ یہ ہے - کہ سرکار عالیہ خود ان کا معائنہ فرماتی اور ان کی ترقی میں بے انتہا دلچسپی لیتی تھیں - ان کے علمی شغف اور طالب علموں پر مادرانہ مہر و شفقت کا اندازہ ذیل کی چند سطروں سے اچھی طرح ہو سکتا ہے - جو میں اختر اقبال میں سے نقل کرتی ہوں + یہ وہ موقع ہے - کہ ہزہائینس کی صدر نشینی کی آٹھویں سالگرہ پر ۱۹۰۹ء میں تمام رعایا کی طرف سے اظہار مسرّت کیا گیا تھا - اور ہر طبقے کے لوگوں نے الگ الگ سرکار عالیہ کو ایڈریس پیش کئے تھے - چنانچہ طالب علموں کے ذکر میں خود تحریر فرماتی ہیں :-

"سالگرہ کے دن طلبائے مدارس نے بھی اپنے اپنے اسکولوں میں جلسے کئے - جن میں پرجوش تقریریں کیں - جس وقت

وہ میرے سلام کو حاضر ہوئے۔ اور قصائد و قطعات پیش کئے۔ اس وقت میرے قلب پر ایک عجیب اثر تھا۔ اور بے ساختہ یہ دعا تھی۔ کہ ان میں سے ہر ایک علم و ہنر سے بہرہ یاب ہو۔

میں نے ان طلبار کو جس خوشی سے انعام دیا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی۔ کہ اَور کسی موقع پر انعام دیتے ہوئے۔ مجھے اس قسم کی خوشی حاصل ہوئی ہو۔ کیونکہ فی الاصل حقیقی ترقی کی بہت سی امیدیں طلبائے مدارس سے ہی وابستہ ہیں۔

وظائف و امداد تعلیم

ہز ہائینس نے یہ محسوس فرماکر کہ افلاس تعلیم میں ایک بڑی زبردست رکاوٹ ہے۔ غریبوں ناداروں کو برابر وظیفے عطا فرمائے۔ اور اَور بھی مختلف طریقوں سے امداد و اعانت کی۔ کہ ابتدائی تعلیم آسانی سے حاصل کر سکیں۔ اور اسی طرح انٹرنینس پاس طلباء جو اعلیٰ تعلیم یا صنعت و حرفت حاصل کرنے کے لئے جانا چاہیں ان کے لئے معقول وظائف مقرر کئے ہیں۔ جن سے ہر سال سینکڑوں طلبا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

مذہبی تعلیم

مذہبی تعلیم پر ہز ہائینس کی توجہ سب سے زیادہ مبذول رہی ہے۔ چنانچہ اس کے لئے

الگ مدرسہ ہے۔ اس میں بھی اکثر طلباء وظیفے پاتے ہیں۔ اور دستار بندی کا باقاعدہ جلسہ منعقد ہو کر فارغ التحصیل طالب علموں کو دستار فضیلت اور سند دی جاتی ہے + قرآن مجید کی تعلیم میں صحت و ترتیل کی خاص تاکید ہے۔ اور مدرسہ حُفّاظ میں تجوید و قرأت بھی سکھائی جاتی ہے۔

مدرسہ طبیہ آصفیہ

ہز ہائینس نے ایک مدرسہ طبیہ آصفیہ صاحبزادی آصف جہان بیگم مرحومہ کے نام سے موسوم کر کے جاری فرمایا ہے۔ اور اس شاخ میں یہ بھی ترقی اور اصلاح کی گئی ہے۔ کہ طب یونانی کے ساتھ ساتھ سرجری (جراحی) کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس کی اس فن شریف میں اب تک سخت کمی تھی۔ اور اسی وجہ سے طب یونانی باوجود بہترین علاج ہونے کے ڈاکٹری کے مقابلے میں کمزور ہو رہا ہے۔

جبریہ تعلیم

ہز ہائینس نے اپنی صدر نشینی کے وقت سے اشاعت تعلیم میں جو توجہ فرمائی۔ اس کے مفید نتائج پر غور کر کے ۱۹۱۸ء میں تعلیمی اسکیم میں اور توسیع فرمائی اور خاص شہر بھوپال میں جبریہ تعلیم کا قانون نافذ فرمادیا۔

کتب خانہ حمیدیہ

یہ لائبریری سرکار خلد نشین نواب شاہجہاں بیگم کے زمانے میں ایک

مدرسے کی شاخ کے طور پر قائم ہوئی تھی اور اس میں نہایت نادر و نایاب کتابیں جمع کی گئی تھیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اُن میں سے ایک بڑی تعداد مختلف طریقوں سے تباہ ہو گئی اور لائبریری صرف چند معمولی کتابوں کا مجموعہ رہ گئی تھی۔ سرکار عالیہ نے اس کو پھر نئے سرے سے مرتب فرما کر ایک مستقل عملہ اور بجٹ معین فرمایا۔ ایک نہایت عالیشان عمارت اس کے لئے تیار کرائی گئی۔ اور ہر سال اُس میں مفید اور کار آمد کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ لائبریری ہمارے ہر دلعزیز فرمانروا نواب محمد حمید اللہ خاں صاحب بہادر بالقابہ کے نام سے موسوم ہے۔ اور سنہ ۱۹۱۲ء میں لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند نے اس کا افتتاح کیا تھا۔

تعلیم دایہ گری

سنہ ۱۸۹۲ء میں خلد مکاں نواب شاہجہان بیگم نے لیڈی لمینڈون ہاسپٹل قائم فرمایا تھا۔ جس میں دایہ گری کی تعلیم کا بھی انتظام تھا۔ سرکار عالیہ نے اس پر بھی خاص توجہ فرمائی۔ دایہ گری کی تعلیم کو ترقی دے کر نرسنگ اسکول جاری کیا۔ اس میں بھی طالبات کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک انفینٹ ہوم (دار الاطفال) بھی قائم کیا۔ اور اس کے لئے بھی وظائف مقرر کئے۔ اور ان دائیوں کو جنہوں نے کوئی سند حاصل نہ کی ہو۔ اپنا پیشہ کرنے

کی ممانعت کر دی ہیں اس موقع پر سرکار عالیہ کی تقریر کے چند جملے نقل کرتی ہوں۔ جو ہر ہائینس نے ایک مرتبہ جلسہ تقسیم اسناد کے وقت فرمائی تھی:

"جو تعداد کہ شہر کی پیشہ ور دائیوں کی کامیاب ہو کر نکلی ہے۔ اس سے یقیناً باشندگان شہر کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ اور وہ مفید طور پر کام کریں گی لیکن مفصلات کے لئے ابھی بہت بڑی تعداد میں دائیوں کی ضرورت ہے۔ اور اگرچہ اس وقت مفصلات سے صرف دس دائیوں نے آکر اس کلاس میں تعلیم پائی ہے۔ جو کامیاب ہو چکی ہیں لیکن ابھی بہت بڑی تعداد کے داخل ہونے کی امید ہے۔ جس سے پھر کلاس پُر ہو جائے گی:

مجھ کو اُس وقت دایہ کے کاموں کی طرف سے اور مفصلات کی عورتوں کی جانب سے اطمینان کامل ہوگا۔ جبکہ یہ معلوم ہوگا۔ کہ مفصلات کی دائیوں کے کلاس بھی مکمل ہو گئے۔ امید ہے۔ کہ معین المہام صاحب بہادر تحصیلداروں کو پورے طور پر اس جانب متوجہ کریں گے":

۱۹۱۷ء میں ہز ہائینس نے اسے اَور ترقی دے کر سینٹ جانس ایمبولنس کا نصاب جاری فرمایا۔ اور پرنس آف ویلز لیڈیز کلب میں بھی اس کلاس کا بندوبست منظور فرما کر لیڈی

ڈاکٹر بسم اللہ خانم صاحبہ سب اسسٹنٹ سرجن سپرنٹنڈنٹ زنانہ شفاخانہ آصفیہ۔ ڈیوڑھی علیا حضرت حضور سرکار عالیہ مرحومہ مغفورہ کو لکچرار مقرر فرمایا۔ چنانچہ ان کی رپورٹ بابت ۲۴ فروری ۱۹۲۷ء کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دس سال کے عرصے میں (۴۷) طالبان دایہ گری و نرسنگ کے امتحانات میں کامیاب ہو چکی ہیں۔ اور (۱۲) اب داخل ہوئی ہیں۔ جن میں ابھی اور اضافہ کی امید ہے*

ان کامیاب شدہ طالبات کو ۱۹۲۷ء کی نمائش میں سرکار بھوپال اور گورنمنٹ آف انڈیا سے سونے کے تمغے عطا کئے گئے ہیں*

مدرسہ وکٹوریہ اس میں قرآن مجید۔ انگریزی (مڈل تک) اردو۔ حساب۔ خانہ داری۔ دستکاری کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور ۱۹۱۷ء سے علی گڑھ کی کمیٹی نصاب کی تیار کردہ کتابیں کورس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اس مدرسہ میں عموماً غریب لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ جن کے اخراجات کی سرکار عالیہ ہی کفیل ہیں*

مدرسہ بلقیسیہ یہ بھی غریب لڑکیوں کے لئے تھا۔ اور علاوہ قرآن شریف۔ اردو اور حساب عملی طور پر چیزوں کی ترتیب اور صفائی اور پھول پھل لگانا۔

پودوں کی حفاظت کرنا سکھایا جاتا تھا۔ مدرسہ کے پیچھے ایک خوش نما باغ ہے۔ جس میں لڑکیاں یہ کام کرتی تھیں۔ انہیں بھی سرکار کی طرف سے وظیفے دیئے جاتے تھے۔ مگر اب اس کو توڑ کر مدرسہ حمیدیہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

مدرسہ سلطانیہ

یہ مدرسہ الہ آباد کے سررشتہ تعلیم سے ملحق ہے۔ انگریزی۔ اُردو وغیرہ مڈل تک پڑھائی جاتی ہے۔ اور قرآن شریف باترجمہ قرأت کے ساتھ اور دستکاری بھی لازمی ہے۔ سنہ ۱۹۱۵ء سے ایمبولنس اور فرسٹ ایڈ یعنی زخمیوں کی تیمارداری اور فوری امداد کا درجہ بھی کھول دیا گیا ہے۔ اس میں سالانہ کامیابی کا اوسط بہت اچھا رہتا ہے۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں ایک لڑکی نے اپنی ذہانت وقابلیت سے انگریزی مڈل میں وظیفہ حاصل کیا۔ دوسری سنہ ۱۹۱۸ء میں درجہ دوم میں کامیاب ہوئی۔ اور بھوپال امتحانو کے لئے سنٹر بھی بنا دیا گیا۔ جب سے برابر ہر سال کچھ نہ کچھ لڑکیاں مڈل پاس کر کے انعام حاصل کرتی ہیں۔ اور یہی پاس شدہ طالبات اکثر مدرسہ سلطانیہ اور دوسرے اسکولوں میں استانی کا کام کرنے لگی ہیں۔

یہاں ٹریننگ کی بھی ایک شاخ ہے۔ کہ معمولی پڑھی

Taj Tahir Foundation

لکھی مستورات کو مکتب و مدرسے میں استانی گری کے قابل بنایا جائے۔ اور معقول تعداد اسٹاف کی ہر وقت موجود رہے۔ اور جس وقت کوئی نیا مدرسہ کھولا جائے۔ تو استانیوں کا انتظام کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اس مدرسہ میں داخل ہونے والیوں کے لئے عُلیا حضرت نے خاص وظیفے مقرر فرمائے ہیں۔ اور دو سال ضروری مضامین کی تعلیم کے لئے اور ایک برس طریقہ تعلیم کی اصولی اور عملی تعلیم کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک بورڈنگ ہاؤس بھی ہے۔ اور سنہ ۱۹۲۰ء سے انگریزی لازمی کردی گئی ہے۔ اس مدرسہ کو جب سنہ ۱۹۱۱ء میں لیڈی اوڈائر نے معائنہ کیا تو تحریر کیا کہ:-

"اس مدرسہ سے علیا حضرت کی گہری دلچسپی امرائے ریاست کے آئندہ نونہالوں کے لئے تعلیم یافتہ اور سلیقہ مند بیویاں مہیا کرنے میں بہت مفید ہوگی۔ اور اس اسکول کے افتتاح میں علیا حضرت کی مآل اندیشی اس لحاظ سے اَور زیادہ قابل قدر ہے۔ کہ ریاست ہائے ہندوستان میں اس مدرسے کی کوئی نظیر ملنی مشکل ہے"۔

یکم اگست سنہ ۱۹۱۸ء کو ہز ایکسلنسی لیڈی چیمسفورڈ نے مدرسہ سلطانیہ کا معائنہ فرمایا تھا۔ اس موقع پر اسکول کی عمارت (جو ایک عالیشان محل ہے) بڑی خوبصورتی سے آراستہ کی گئی تھی

اس کے صحن اور وسیع دالانوں کو پھول پتوں جھنڈیوں اور پھریروں سے بڑی نفاست کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ بیچ میں ایک شاندار پلیٹ فارم پر علیا حضرت سرکار عالیہ اور ہز ایکسیلنسی کی سنہری کرسیاں تھیں۔ اس کے دونوں طرف درجہ بدرجہ معزز بیگمات اور لیڈیز کے صوفے۔ کوچیں اور کرسیاں تھیں۔ اور ان کے پیچھے مدرسہ کی تمام طالبات یکساں لباس پہنے ہوئے بیٹھی تھیں۔

پلیٹ فارم کے قریب دو میزوں پر انعام کی قیمتی چیزیں آراستہ تھیں۔ مسز بخش لیڈی سپرنٹنڈنٹ نے ایک مختصر ایڈریس ہز ایکسیلنسی کے سامنے پڑھا اور یہ اعلان کیا "ہز امپیریل میجسٹی کنگ اور ہر امپیریل میجسٹی کوئن کی تقریب شادی کی نقرئی جوبلی پر لڑکیوں نے ما ضـ۱۵ کا تحفہ پیش کیا ہے"۔ پھر اردو انگریزی کی نظمیں سنائی گئیں۔ ریسیٹیشن کیا گیا۔ اور اس دلچسپ نظارہ کے بعد ہز ایکسیلنسی نے انعام تقسیم کیا۔

سب سے پہلے ایک جاگیردار کی لڑکی کو (جو مڈل کے امتحان میں اول آئی تھی) ایک سند اور جڑاؤ پہونچیاں دی گئیں دوسری لڑکی کو جو دوم تھی صرف طلائی پہونچیاں ملیں۔ اور پھر اسی طرح درجہ بدرجہ اور سب لڑکیوں کو زنانہ ضرورتوں کی کتابیں تقسیم ہوئیں (جن میں بڑا حصہ علیا حضرت اور ہز ہائینس

شاہ بانو بیگم صاحبہ کی تصنیفات و تالیفات کا تھا۔ ان کتابوں کی بہت خوبصورت سنہری جلدیں بندھی ہوئی تھیں + انعامات عطا کرنے کے بعد ہز ایکسلنسی نے ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں لڑکیوں کے سب کام پروگرام کے مطابق انجام دینے پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور ان کا تحفہ بہت خوشی سے قبول فرمایا۔ اور یہ پُرلطف مہمانی "گاڈ سیو دی کنگ" کے پُرجوش گیت پر ختم ہوئی +

جلسہ کنیا پاٹ شالا

یہ مدرسہ علیا حضرت نے خاص ہندو لڑکیوں کے لئے قائم کیا ہے۔ ہندی انگریزی اور حساب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور جن وجوہ سے یہ ایک قوم کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ وہ علیا حضرت ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔ جن سے اسی مادرانہ شفقت کا اظہار ہوتا ہے۔ جو حضور علیا بلا تفریق قوم و مذہب اپنی تمام رعایا پر فرماتی تھیں +

"ہندو لڑکیوں کے لئے جداگانہ مدرسہ قائم کرنے کی مجھے ایک عرصہ سے فکر تھی۔ کیونکہ میں اپنی رعایا کو بلا امتیاز مذہب عزیز رکھتی ہوں۔ اور فی الواقع کسی فرمانروا کو زیبا نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی رعایا کے مابین مذہبی رواداری یا امتیاز کو جہاں تک ترقی و اصلاح اور انصاف و امن کا واسطہ ہے۔ جائز رکھے۔ بلکہ ہر صورت میں مساوات

قائم رکھنا چاہئے۔ اس لئے جس طرح مسلمان لڑکیوں کی تعلیم میں مجھے شغف ہے۔ اسی طرح ہندو لڑکیوں کی تعلیم بھی میرا نصب العین ہے۔ اور اگر میں خاص مذہبی ضرورتوں سے مجبور نہ ہوتی۔ تو کبھی جداگانہ مدرسے قائم نہ کرتی۔

اگرچہ تعلیم دونوں کے لئے ایک ہی پیمانے اور طریقے پر ہے۔ مگر چونکہ ابتدائی درجوں میں مذہبی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے۔ پس لامحالہ دونوں کو ملا کر مذہبی تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ لہذا میں نے اس سال برجیس جہاں بیگم سلمہا اللہ تعالٰے کے عزیز نام سے موسوم کر کے ہندو لڑکیوں کے لئے ایک پاٹ شالا قائم کیا۔"

مدرسہ سکندری

یہ مدرسہ نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین کے نام نامی سے منسوب ہے۔ اور اس کی عمارت قصر سلطانی کے احاطہ میں بالکل زنانہ محل کے قریب واقع ہے۔ میدان بہت وسیع و کشادہ ہے۔ اور سرسبز و شاداب پودوں سے گلزار بنا ہوا ہے۔ اس میں صرف شاہی خاندانوں کی یا کسی مخصوص متوسل ریاست کی لڑکیاں قرآن مجید، اردو انگریزی اور دستکاری کی تعلیم پاتی ہیں۔ ان کے لئے مدرسے کے بورڈنگ ہاؤس میں رہنا لازمی ہے۔ معلمات میں یوروپین خواتین بھی شامل ہیں۔ اور خوشنویسی خاص طور

پر سکھائی جاتی ہے۔

مدرسۂ حمیدیہ یہ مدرسہ ہزہائینس نواب سکندر صولت افتخار الملک محمد حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال بالعزوالاقبال کے اسم گرامی سے منسوب کرکے خاص طور پر مسلمان لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لئے ۵ر فروری ۱۹۲۷ء مطابق ۲ر شعبان ۱۳۴۵ھ کو ہوا محل میں قائم کیا گیا۔ اور مدرسہ بلقیسی بھی توڑ کر اسی میں داخل کر دیا گیا۔ اس کا افتتاح ہزہائینس شاہ بانو بیگم صاحبہ نے فرمایا تھا۔

اس کے عظیم الشان اغراض ومقاصد اس تقریر ہی سے بہت اچھی طرح ظاہر ہو سکتے ہیں۔ جو سرکار عالیہ نے اس کے افتتاح کے وقت فرمائی تھی۔ چنانچہ اس کا اقتباس حسب ذیل ہے:۔

"خواتین! جو کوششیں کہ اس وقت تک عمل میں آئی ہیں خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ اس حد تک ضرور کامیاب ہوئی ہیں۔ کہ جن کے لئے وہ کوششیں کی گئی تھیں۔ انہوں نے اپنی حالت کا احساس کیا۔ اور ان میں ایک خیال اپنی اصلاح کا پیدا ہو گیا لیکن دراصل ابھی ہم کو بہت کچھ کرنا ہے۔ اور

بہت سے کام باقی ہیں ؛

زمانہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اور ہم کو زمانے کے ساتھ چلنا ہے۔ اس لیئے ایک طرف ہم کو اپنی کمی پوری کرنی ہے۔ اور دوسری طرف جدید ترقیوں میں حصہ لینا ہے۔ لیکن ان مقاصد میں اسی وقت کامیابی ہوگی۔ کہ جب ہم سب مل جُل کر چلیں۔ اور ایک دوسرے کو مدد دے کر کام کریں۔ اور آپ میں سے ہر خاتون کو اپنی صنف کی خدمت کا حوصلہ ہو وہ ہر موقع پر خواہ اپنے گھر میں خواہ اپنے کنبے برادری اور محلے و شہر میں غرض ہر جگہ کچھ نہ کچھ کر سکتی ہے ؛

اگرچہ میری عمر کا تقاضا یہ ہے۔ کہ میں خدا کے فرائض بجا لانے کے بعد کچھ آرام کروں۔ جیسا کہ اس عمر میں ہر شخص کو خیال ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ فرض عبادتوں کے بعد سب سے اعلیٰ اور افضل عبادت یہ ہے۔ کہ انسان دوسرے انسانوں کی بھلائی اور بہبودی میں مصروف رہے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ اس وقت اپنی صنف کی اصلاح حالت کی اشد ترین ضرورت ہے۔ ایک طرف ہم کو اپنی صنف کے غریب طبقے کے لیئے باعزت زندگی بسر کرنے کے ذریعے مہیا کرنے ہیں دوسری طرف چھوٹی عمر کی لڑکیوں کے لیئے ایسے تعلیمی انتظامات کرنے ہیں۔ کہ جن سے ان کی آئندہ زندگی کامیاب بن سکے ؛

ان کے علاوہ ایک اَوْر اہم ضرورت بھی ہمارے سامنے ہے جس کا تعلق ہماری ابدی زندگی سے ہے ؞

اس کے بعد ایک اَوْر زندگی آنے والی ہے۔ کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جس کی تمام تر خوشی ہمارے اعمال پر ہے۔ جن کو ہم مذہبی اعمال کہہ سکتے ہیں۔ مگر پوری قوم مذہبی اعمال سے رد گردان ہوتی جاتی ہے ؞

مرد ایسی حالت میں ہیں۔ کہ اگر چندے وہ اسی حالت پر قائم رہے۔ تو مذہب ہی رخصت ہو جائے گا۔ اس حالت کا اثر عورتوں پر بھی پڑ رہا ہے۔ زمانہ کی روش اور حالت جبکہ یہ ہو رہی ہے۔ تو بھوپال میں اگر ایسا اندیشہ کیا جائے۔ تو غیر واجبی نہ ہوگا۔ اور اسی وجہ سے میں نے کلب کے جلسوں میں عرصہ ہوا۔ کہ مذہبی تقریروں کا سلسلہ شروع کیا تھا جو ایک جلد کی صورت میں طبع ہوا۔ اور سبیل الجنان کے نام سے موسوم ہے ؞

میں نے اکثر اس بات پر غور کیا ہے۔ کہ آج کل نئی تعلیم یافتہ نسل میں مذہب سے بیگانگی کا کیا سبب ہے؟ اس کی تمام تر ذمہ داری ہماری ہی قوم پر ہے۔ کیونکہ جب والدین کی زندگی میں مذہب کا احترام نہ ہوگا۔ وہ اعمال مذہب سے بیگانہ ہونگے۔ تو لا محالہ ان کی اولاد پر بھی یہ رنگ

Taj Tahir Foundation

چڑھے گا۔ اب سے چوتھائی صدی پہلے عورتوں میں ایک گونہ مذہبی پابندی تھی۔ اگرچہ ان میں ضعیف الاعتقادی بھی تھی تاہم وہ نماز روزے وغیرہ کی پابند تھیں۔ مگر اب اس میں روز بروز کمی ہو رہی ہے۔ اور یہ خطرہ صاف نظر آ رہا ہے کہ آئندہ نسل میں برائے نام بھی مذہب کی حرمت باقی نہ رہے گی۔

آج تمام ہندوستان میں کہیں اَور کسی جگہ بھی عورتوں کی مذہبی تعلیم پر توجہ نہیں کی جاتی۔ اگرچہ علماء و فقراء اور صوفیاء کے بڑے بڑے گھرانے موجود ہیں۔ مگر وہاں بھی یہی بے پروائی نظر آتی ہے۔ اور زیادہ افسوس یہ ہے۔ کہ دنیا طلبی میں وہ قدیم تربیت بھی مفقود ہو رہی ہے۔ جو اعمال مذہب کی ضامن تھی۔

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اسلام نے مرد و عورت دونوں کو اعمال مذہب کا مکلف کیا ہے۔ اور ہمیشہ عورتوں نے ہر موقع اور ہر حیثیت سے اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ انہوں نے اشاعت اسلام میں حصہ لیا ہے۔ اسلام کی حفاظت میں بھی مردوں کے دوش بدوش رہی ہیں۔ سیاسی خدمتیں بھی کی ہیں۔ اور ان کے علمی کارناموں سے تو تاریخ اسلام کے اوراق مزین ہیں۔ وہ علاوہ اَور علوم کے تفسیر

حدیث اور فقہ میں نہایت کامل گزری ہیں۔ جس کا سلسلہ عہد
رسالت ہی سے قائم ہو گیا تھا۔ خود کاشانہ نبوی اس کی مثال
قائم ہوئی تھی۔ امہات المومنین اور بعض دیگر صحابیات
سے بکثرت روائتیں منقول ہیں۔ وہ صاحب فتویٰ تھیں
اور فتوے دیا کرتی تھیں۔

بہت سی ایسی خواتین گزری ہیں۔ جن کے درس میں
علاوہ عورتوں کے بڑے بڑے ممتاز عالم شریک ہوتے
تھے۔ اور بعض خاص طور پر بلا کسی معاوضہ اور نفع کے
عورتوں کو پڑھایا کرتی تھیں۔ عہد رسالت اور عہد صحابہ کے
بعد جبکہ اسلام کا دائرہ وسیع ہوا۔ تو اسلام کی تمام خوبیاں
بھی دوسرے ممالک میں پہنچیں۔ اور مسلمانوں نے اپنے
اوصاف و محاسن کے باعث دلوں پر قبضہ پایا۔ اسلام ہمیشہ تعلیم
اور اشاعت علوم کا حامی رہا ہے۔ قرآن مجید کی تمام تر تعلیم
"علم" پر مبنی ہے۔ عہد رسالت سے لے کر صدیوں تک علم کی
نشر و اشاعت مسلمانوں کا مقصد اولین رہا۔ آج یورپ
اس امر میں اسلام ہی کا رہین منت ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ
عروج میں مسلمان مرد و عورت دونوں زیور علم سے مزین تھے
اسلامی ممالک میں تعلیم عام تھی۔ اور دونوں صنف اس سے
متمتع تھے۔ اور ہر ترقی میں برابر کے شریک تھے۔ اور یہ ایک

Taj Tahir Foundation

مسلمہ امر ہے۔ کہ کسی قوم کے تمدن اور معاشرت کی ترقی اسی
وقت ممکن ہے۔ کہ جب مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک
ہوں۔ لیکن جب مسلمانوں کا دور تنزل شروع ہوا۔ انہوں نے
اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ مسلمان عورتوں کے
مرتبے اور وقار میں بھی فرق آنا شروع ہوا۔ اور علم کا دروازہ
بھی ان پر بند کیا جانے لگا۔ یہاں تک کہ یہ نصف حصۂ قوم
اپنے اور حقوق کی طرح علم سے بھی محروم رہ گیا۔ غیر ممالک
سے قطع نظر کر کے صرف ہندوستان میں اس گذشتہ صدی
کے دور میں عورتوں کی جہالت کس حد تک پہنچ گئی تھی۔
اور علوم کو چھوڑ کر صرف علم مذہب ہی کو لیجیے۔ یہاں
علمی چرچے پر بھی عورتوں کی دنیاوی اور دینی تعلیم سے اس
قدر غفلت برتی گئی۔ کہ میں کہوں گی۔ کہ ان کو جان بوجھ کر
علم سے محروم کیا گیا۔ کہ آج ہم کو تفسیر و حدیث سے واقف
بیبیاں انگلیوں پر شمار کی تعداد میں نہیں مل سکتیں۔ ہاں
دنیاوی تعلیم میں اب زمانہ کی زبردستی سے کچھ کوشش
شروع ہوئی ہے۔ لیکن اس طبقے میں اگر مذہبی تعلیم ہی ہوتی
تو جو لامذہبی نظر آ رہی ہے۔ وہ نظر نہ آتی۔ شاید انہیں کی
تربیت سے کچھ تو اولاد پابند مذہب ہوتی۔ وہ مذہب کی
محافظ بن جاتیں۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہماری صنف ایسی ضروری تعلیم سے بھی اس قدر بے بہرہ ہو۔ کہ کروڑوں کی آبادی میں چند افراد بھی نظر نہ آئیں۔ اس لئے یہ مدرسہ حمیدیہ چوں قطرہ در دریا اس بڑے نقصان کو کسی نہ کسی حد تک تو ضرور پورا کرے گا۔ اور ہم کو امید ہے۔ کہ ہماری خواتین مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف طریقوں سے اس کی اشاعت میں کوشش کرینگی۔ اور زیادہ تر مذہبی معلمات کے فرائض انجام دیں گی + اس میں شک نہیں۔ کہ اس مدرسے کے ابتدائی انتظامات میں ضرور دقتیں ہوں گی۔ اور ابتداءً ذریعۂ تعلیم صرف اردو زبان ہوگی لیکن رفتہ رفتہ فارسی اور عربی میں بھی انشاءاللہ انتظام ہو جائے گا۔ اور انگریزی تعلیم کے واسطے مدرسہ سلطانیہ ضرور ترقی کرے گا۔ اور وہاں کی طالبات ہمارے مدرسۂ حمیدیہ کی زبان انگریزی کی معاون ہونگی۔

خواتین! اس اسکول میں سوائے مذہبی تعلیم کے جو تیمارداری، سوزن کاری۔ خانہ داری اور اصول حفظان صحت وغیرہ کی تعلیم ہوگی اور مختلف کام سکھائے جائیں گے وہ سب تعلیم اس قسم کی ہے جو ہمارے صنفی فرائض میں داخل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس کا بہت سا حصہ ایسا ہے

جس کو صحیح طور پر حاصل نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ یہ ایسی ضروری چیز ہے۔ جس سے نہ شاہی محلات اور حرم مستغنی ہیں۔ اور نہ خس پوش جھونپڑے بے نیاز ہیں۔ عہد رسالت میں گھروں کے اندر سینا پرونا ایک عام چیز تھی۔ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طائف کی کھالیں درست کیا کرتی تھیں۔ اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا تو دستکاری میں مشہور و معروف تھیں۔ پس اس قسم کی دستکاری سیکھنا تو ہمارے لئے ہماری ماؤں کی ہی سنّت ہے"۔

خوش قسمتی سے اس مدرسے کی سپرنٹنڈنٹی کے لئے ایک ایسی لائق و ہمدرد مایہ ناز خاتون کا انتخاب کیا گیا۔ جن کو خدا نے مسلمانوں کی تباہ حالت کا پورا احساس اور سچا دردمند دل عطا فرمایا ہے۔ اور جنہیں چھوٹی بچیوں کی تعلیم میں خاص دلچسپی ہے اور برابر مدرسے کی ترقی میں کوشاں رہتی ہیں۔ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ افتتاح کے دن اس مدرسے میں چالیس لڑکیاں داخل کی گئی تھیں۔ اور چھ سات ماہ بعد ان کی تعداد بڑھ کر (۱۲۵) تک پہنچ گئی۔ لیکن اس میں زیادہ تعداد چھوٹی بچیوں کی ہے۔ جو (الف) اور (ب) کلاسوں میں پڑھ رہی ہیں۔ یہ محض مذہبی تعلیم کے لئے تیار ہو رہی ہیں۔ اور مذہبی تعلیم ان کے ابتدائی نصاب کا جزو اعظم ہے۔ تاکہ آگے چل کر یہ لڑکیاں

علوم دینی کی تکمیل کر کے حدیث و تفسیر کی عالم بن سکیں۔

لیکن اس کے لئے کئی برس انتظار کی ضرورت تھی۔ کہ وہ اس مطمح نظر پر پہنچیں اس لئے سرکار عالیہ نے ان چند لڑکیوں کا انتخاب کیا۔ جنہوں نے مڈل پاس کر لیا ہے۔ پھر ثانوی تعلیم اعلیٰ حضرت نواب صاحب بہادر دام اقبالہ کی سالگرہ کے مبارک موقع پر ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ء کو ایک شاندار جلسہ میں جاری ہوئی۔ یہ مبارک دن بھی بھوپال کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔

بھوپال کی مشہور عمارت ہوا محل کی بالائی منزل جہاں یہ مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ اپنی شان و شوکت آراستگی و نفاست سے دیکھنے والوں کا دل لبھا رہی تھی۔ دن کے دو بجے سے روساء شہر اور معزز اہلکاران ریاست کی بیگمات کی موٹریں آنی شروع ہوئیں۔ اور تین بجے کے قریب سلطانیہ اسکول کی وہ طالبات بھی آ گئیں جنہیں اس مبارک درسگاہ میں سب سے پہلے داخلہ کا شرف حاصل ہونا تھا۔

جب ان کی موٹر آ کر دروازے پر ٹھیری تو مدرسہ کی تمام لڑکیوں کا اژدحام ہو گیا۔ انہیں دیکھنے کے شوق میں ایک پر ایک ٹوٹا پڑتا تھا۔ آخر سب کو لے جا کر ترتیب وار ایک صف میں بٹھایا گیا۔ ساڑھے تین بجے حضور سرکار عالیہ مع ہر ہائینس

شاہ بانو بیگم صاحبہ اور نواب گوہر تاج بیگم صاحبہ ولی عہد ریاست اور شاہزادی ساجدہ سلطان و رابعہ سلطان سلمہما اللہ تعالے کے تشریف لائیں۔ چار بجے عُلیا حضرت کی صدارت میں جلسے کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے مدرسے کی قابل مہتممہ جمیلہ سلطان صاحبہ جیلانی نے تقریر کی۔ جس میں اتنے عرصہ کی رپورٹ اور طالبات کی تعداد وغیرہ کے بعد مدرسۂ حمیدیہ کے اجراء کی غرض بیان کی۔ اس کے بعد حضور سرکار عالیہ سے درخواست کی۔ کہ آج تبرکاً لڑکیوں کو پہلا سبق خود حضور پڑھائیں۔ پھر لڑکیوں اور ان کے والدین کو اس دینی خدمت کی توفیق پر مبارک باد دیتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی۔ جس کے جواب میں حضور سرکار عالیہ نے جمیلہ سلطان صاحبہ کی خدمات کا اعتراف فرما کر طالبات کی حوصلہ افزائی نہایت موثر طریقے پر فرمائی۔ کہ انہوں نے مڈل پاس کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ انٹرینس کی پڑھائی شروع کرتیں۔ یا تعلیم ختم کر کے گھر کے مشاغل اختیار کرتیں۔ علم دین حاصل کرنے کو سب پر ترجیح دی۔ لیکن سب سے زیادہ مؤثر حضور ممدوحہ کے یہ حسرت آمیز الفاظ تھے۔ کہ "کاش اس وقت ہماری قوم میں کوئی محدث مفسر عالم یا فقیہہ خاتون ہوتیں۔ کہ وہ اس مبارک تعلیم کا آغاز کرتیں"۔

سرکار عالیہ کے ان الفاظ نے اکثر حساس دلوں میں وہی درد پیدا کر دیا۔ جو خود حضور ممدوحہ کو بے چین رکھتا تھا۔ خداوند کریم جلد وہ وقت لائے۔ کہ اس مدرسے کا نتیجہ حسب دل خواہ نکلے۔ آمین ÷

سرکار عالیہ نے منتظم صاحبہ کی درخواست منظور فرمائی۔ اور لڑکیوں کے حق میں دعائے خیر فرما کر مس لیلاوتی بخش صاحبہ ایم۔ ایس۔ سی کو لکچر شروع کرنے کی اجازت دی ÷ مس صاحبہ نے سائنس کی ضرورت پر ایک دلچسپ لکچر دیا۔ جس میں اس غلطی کی تردید کی گئی تھی۔ کہ سائنس انسان کو مذہب سے بیگانہ بنا دیتا ہے ÷ انہوں نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ سائنس خدا کی قدرتوں کو حیرت انگیز طریقے سے ثابت کر کے اس کی عظمت کا نقش دل پر اچھی طرح بٹھا دیتا ہے ÷

پھر مس صاحبہ نے سائنس کے دلچسپ اور حیرت انگیز تجربے دکھائے۔ جن میں پانی کے اوپر آگ جلنا ایک ایسا عجیب تماشہ تھا۔ جس نے چھوٹے بڑے سب کو یکساں محظوظ کیا ÷ اس کے ختم ہونے پر سرکار عالیہ نے سب لڑکیوں سے قرآن شریف سنا۔ اور سبیل الجناں کا پہلا سبق دے کر انہیں اپنے علم پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ÷ اس سبق میں نواب گوہر تاج بیگم صاحبہ ولیعہد ریاست شہزادی عابدہ

سلطان بیگم صاحبہ شہزادی ساجدہ سلطان بیگم صاحبہ و رابعہ سلطان بیگم صاحبہ بھی شریک تھیں ؛

یہ ایک ایسا نظارہ تھا۔ کہ جن آنکھوں نے دیکھا ہے۔ وہ کبھی مدت العمر اسے فراموش نہیں کرسکتیں۔ کہ ایک جلیل الشان خاتون جس نے مسند ہستی پر جلوہ گر ہوتے ہی ہر قسم کی ثروت و دولت۔ اقتدار اور عظمت کی اس وقت تک بہتر بہاریں دیکھی ہوں۔ اور جس کے سر پر پچیس برس کامل چتر شاہی سایہ فگن رہا ہو۔ اور پھر اس نے وہ چتر شاہی اپنے فرزند دلبند کے سر پر رکھ کر اپنی زندگی ملک و قوم اور مذہب کی خدمت کے لئے وقف کردی ہو۔ ایک مجمع میں اس طرح نظر آئے طالبات کا ایک حلقہ ستاروں کی طرح اس کے گرد ہو۔ اور وہ ان پر ماہِ کامل کی طرح ضو فشاں ہو؛ خوشا نصیب ان لڑکیوں کے جنہیں سرکار عالیہ کی شاگردی اور شہزادیوں کے ہم سبق ہونے کی عزت حاصل ہوئی؛ آخر میں سرکار عالیہ نے اعلان فرمایا۔ کہ قرآن شریف کا سبق ہفتے میں دوبار آپ خود دیا کریں گی ؛

اس کے بعد چار لڑکیوں نے ایک صف میں کھڑے ہو کر سورہ قل اعوذ برب الناس قرائت کے ساتھ نہایت خوش الحانی سے سنائی؛ اس وقت کی کیفیت کا بیان زبان

قلم سے ناممکن ہے۔ ایک عجیب بیخودی کا عالم تھا۔ جب قرات ختم ہونے پر تالیوں کی آواز کان میں آئی۔ تو یہ معلوم ہوا کہ ایک شیریں خواب دیکھتے دیکھتے آنکھ کھل گئی ہے۔ اس وقت کی حالت بعینہ ان شعروں کی مصداق تھی۔ جو ہماری قوم کی ایک قابل شاعرہ زاہدہ خاتون شروانیہ نے تراویح میں قرآن شریف سن کر کہے تھے:

کچھ خبر بھی ہے۔ تجھے او محو قرآن و صلوٰۃ
خود فراموشی کے عالم میں ہے ساری کائنات
رقص کرتی ہے ہوا ان شکریں نغمات پر
وجد کرتے ہیں شجر ان دلنشیں آیات پر

سب یہی چاہتے تھے۔ کہ یہ دلکش صدائیں ہمیشہ کانوں میں گونجتی رہیں۔ اور دل اس کیفیت سے سرشار رہے۔ مگر یہ کہاں ممکن تھا۔ لڑکیاں اپنی جگہ پر واپس گئیں۔ تو اسکول کی ایک لائق معلمہ عالیہ خاتون صاحبہ نے جو سلطانیہ اسکول کی مایۂ ناز طالبہ ہیں۔ اپنا کہا ہوا فارسی کا قطعہ سنایا۔ جو ریشم سے بہت نفاست کے ساتھ کاڑھ کر ایک خوشنما سنہری چوکھٹے میں جڑا گیا تھا۔ یہ قطعہ جس طرح اپنے مضمون اور شاعری کی خصوصیات کے لحاظ سے لاجواب تھا۔ اسی طرح صنعت و دستکاری کا ایک نفیس نمونہ تھا۔ سرکار عالیہ نے

عالیہ خاتون صاحبہ کو تحسین فرماتے ہوئے بہت خوشی سے اس ہدیے کو قبول فرمایا۔ اس کے بعد سرکار عالیہ کی خدمت میں پان اور پھول پیش کیئے گئے۔ اور پھر تمام حاضرین میں تقسیم ہو کر جلسہ برخاست ہوا۔

سرکار عالیہ کی تعلیمی توجہ کچھ بھوپال ہی تک محدود نہیں بلکہ اس ابر کرم کی گہر افشانی قریب قریب ہندوستان کے ہر گوشے میں ہوئی ہے۔ زنانہ تعلیم گاہوں سے دلچسپی تو ایک قدرتی امر ہے لیکن دار العلوم ندوۃ العلماء و دیوبند اور مدرسۃ العلوم علیگڈھ بھی اس فیض سے محروم نہیں۔ اور سرکار بھوپال سے برابر سالانہ امدادیں پا رہے ہیں علمائے دین اور مصنفین کی بھی ہر طرح حوصلہ افزائی فرماتی رہتی تھیں۔ چنانچہ مولانا شبلی مرحوم اور ان کے جانشینوں کو سیرۃ النبیؐ کی تالیف و اشاعت کے لیئے ہزارہا کی مالی امداد دی۔ اور اسی سلسلے میں سرکار عالیہ کی فرمائش سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی سیرتیں مرتب کی گئی ہیں۔

زنانہ مدرسہ طبیہ دہلی۔ کلکتہ کا مدرسہ نسواں۔ الہ آباد و لکھنؤ کے زنانہ کلب سد اسیون بمبئی۔ لیڈی ہارڈنگ کالج دہلی۔ سلطانیہ ہال لاہور۔ مسلم لیڈیز کانفرنس علیگڈھ۔ مدرسہ شعیبیہ آگرہ مدرسہ نسواں علیگڈھ سب سرکار عالیہ کی فیاضی سے مستفید

ہو رہے ہیں۔ اکثر مرتبہ حضور ممدوحہ اس قسم کے جلسوں کی صدارت بھی فرماتی تھیں۔ جن میں تعلیمی مسائل پر بحث ہوتی تھی۔ یا عطائے سندات کے لئے منعقد کئے جاتے تھے۔ چنانچہ ایک سال علیگڈھ میں کانووکیشن کے جلسے میں بحیثیت چانسلر کے آپ نے صدارت فرمائی۔ اور حال میں جو آل انڈیا وومینس کانفرنس قائم ہوئی ہے۔ اس کے دوسرے اجلاس منعقدہ ۷ ، فروری ۱۹۲۸ء بمقام دہلی کی بھی صدر سرکار عالیہ ہی منتخب ہوئی تھیں لیکن چونکہ مجھے اس وقت صرف بھوپال کی تعلیم سے بحث ہے۔ اس لئے اس مضمون کو ختم کرتی ہوں۔ علیاحضرت کی ایسی تعلیمی کوششوں اور علمی برکتوں کے واقعات سے ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ جن کے تفصیلی بیان کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے ؛

Taj Tahir Foundation

علیاحضرت نواب سلطان جہاں بیگم کی تصنیفات

سرکار عالیہ نے وقتاً فوقتاً جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ان کی تعداد حیرت انگیز ہے۔ حضور ممدوحہ کی پچیس کتابیں اب تک چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور میرے نزدیک سوائے ان لوگوں کے جو تصنیف و تالیف کو اپنا مقصد زندگی یا پیشہ قرار دے لیتے ہیں۔ اور شاید ہی کسی کی اتنی تصنیف ہو گی۔ پھر اس کے ساتھ ہی وہ کوئی معمولی قصے کہانیاں بھی نہیں بلکہ تمام مختلف مفید مضامین سے بھری ہوئی ہیں۔ کوئی خانہ داری پر ہے۔ تو کوئی سائنس پر۔ کسی میں تیمارداری کا بیان ہے تو کسی میں باغبانی کے متعلق ہدایتیں ہیں۔ کہیں مستورات کے حقوق و مراتب پر بحث ہے۔ تو کہیں انہیں مذہب کی پابندی پر متوجہ فرمایا ہے۔ کسی میں مفید اخلاقی سبق ہیں۔ کسی میں عیدین کا بیان ہے۔ غرض جس کتاب کو لیجئے وہ کسی نہ کسی مفید موضوع پر لکھی گئی ہے۔

پھر یہ کہ جو بچوں کے متعلق ہیں۔ وہ ان کی بساط کے

Taj Tahir Foundation

لائق اس قدر دلچسپ اور پیاری زبان میں ہیں۔ کہ وہ انہیں ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ جو عورتوں کے متعلق ہیں۔ وہ ان کے لئے معلومات و دلچسپی کا خزانہ ہیں۔ غرض سرکار عالیہ کے گلریز قلم نے سرزمین تصنیف و تالیف میں وہ لہلہاتا ہوا باغ لگایا ہے۔ جس میں رنگ برنگ کے نظر فریب اور مختلف خوشبوؤں سے مہکتے ہوئے ہزاروں پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اور ہر شخص اس میں سے اپنی پسند کا چن کر لے سکتا ہے۔

(۱) **سبیل الجنان**۔ حضور ممدوحہ کی تقریروں کا مجموعہ "سبیل الجنان" جس کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اب حمیدیہ اسکول کے کورس میں داخل ہے۔ اس میں ایمان۔ اسلام نماز۔ شرائط نماز۔ روزہ۔ لیلۃ القدر۔ عیدالفطر۔ عیدالاضحے زکوٰۃ۔ صدقہ۔ حج وغیرہ ارکان کی توضیح فرمائی ہے۔ اور ہر رکن کو علیحدہ علیحدہ نہایت مدلل اور دلچسپ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جس کو ذی علم خواتین کے علاوہ معمولی لکھی پڑھی بیبیاں بھی آسانی سے سمجھ سکتی ہیں۔

(۲) **سیرت المصطفٰے**۔ یہ بھی سرکار عالیہ کے لیکچروں کا مجموعہ ہے۔ جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے حالات زندگی مسلسل طور پر مستورات کے فائدے

کے لئے لیڈیز کلب میں ارشاد فرمائے۔ ان لیکچروں
کے دلکش طرز بیان کا اندازہ کتاب کے دیکھنے سے
ہو سکتا ہے۔

(۳) عفت المسلمات۔ جب سے عورتوں کی تعلیم اور
اصلاح کا چرچا ہندوستان میں پھیلا ہے۔ اس وقت
سے آج تک اور کسی مسئلہ پر اتنی بحثیں نہ ہوئی ہونگی
جتنی کہ پردے پر ہوئی ہیں۔ اور ابھی تک برابر جاری
ہیں۔ حضور سرکار عالیہ نے اس کتاب میں اسی مسئلے
کے ہر پہلو پر بحث کی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس
تصنیف کو (جو چالیس سال کے غور و فکر کا نتیجہ ہے اس
موضوع کی تمام دوسری کتابوں پر فوقیت حاصل ہے۔
اس سے پہلے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی تھی۔ جو
عام فہم اور سلیس ہونے کے ساتھ ہی اس قدر جامع
بھی ہو یعنی اس میں تمدنی۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ طبی۔ معاشرتی
غرض ہر پہلو سے پردہ پر بحث کی گئی ہو۔ اور اس کے
ساتھ احادیث قرآن فقہ اور علمائے اسلام کے فتوے
بھی ہوں۔ سرکار عالیہ نے اس کمی کو محسوس فرما کر۔ یہ
کتاب تالیف فرمائی ہے۔

اس میں سب سے پہلے پردہ کی تاریخ بہ تفصیل

Taj Tahir Foundation

سے لکھی ہے۔ اور خواتین اسلام میں پردہ کی جو پابندی
تھی۔ اس کے موثر واقعات سے اس کا واجب ہونا
ثابت کیا ہے۔ پھر بے پردگی کے تمام نقصانات دکھائے
گئے ہیں۔ بے پردگی کی حمایت میں جو دلائل پیش کئے
جاتے ہیں۔ ان کا دنداں شکن جواب دیا ہے +
(۴) مدارج الفرقان ۔ قرآن مجید کا ادب اور اس کے پڑھنے
میں جن جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ وہ سب
ترتیب وار بیان کی گئی ہیں + یہ کتاب بچوں کو تو سبقاً سبقاً
پڑھانے کی ہے۔ لیکن بڑوں کے لئے بھی دو چار دفعہ
دیکھ کر یاد کر لینا ضروری ہے۔ بلکہ قرآن شریف کے
ساتھ اس کی ایک جلد رکھنی چاہئے۔ کہ پڑھتے وقت
اسے دیکھ کر یاد تازہ ہو جائے۔ اور اس کے حسب ہدایت
عمل کر سکیں +
(۵) افضال رحمانی ۔ اس کتاب میں کلمہ طیبہ۔ بسم اللہ۔ قرآن
مجید۔ سورہ فاتحہ اور درود شریف کے فضائل نہایت
صحیح روایات سے لکھے گئے ہیں۔ اور آخر میں تمام اوراد
ماثورہ کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے +
(۶) فضائل شہور۔ قمری مہینوں میں جو عبادتیں اور صدقے
کئے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق صحیح حدیثیں اور روائتیں

جمع کر کے نہایت دلچسپ طریقے سے یہ کتاب لکھی گئی ہے ؂

(۷) ہدیۃ الزوجین۔ یہ کتاب خانہ داری کا پہلا حصہ ہے۔ اس میں شوہر اور بیوی کے شرعی اور قانونی حقوق تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ نکاح۔ تعداد ازدواج، حقوق الزوجین مہر۔ نان ونفقہ۔ حسن سلوک تعلیم مسائل دینی۔ حقوق شوہر اختیارات زوجین۔ باہمی اخلاص ومحبت۔ زوجین میں تفریق۔ وفات۔ طلاق۔ خلع۔ ایلاء۔ ظہار۔ لعان۔ عدت ترکہ وغیرہ کا نہایت واضح بیان ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے زوجین کو اپنے حقوق وفرائض اور اختیارات سے پوری آگاہی ہو جاتی ہے۔ جو خانہ داری کی پہلی منزل ہے ؂

(۸) باغ عجیب۔ اس کتاب میں بچوں کے لئے نہایت مفید اور سبق آموز کہانیاں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے دلاویز طریقے سے کہ ایک آدھ حصّہ پڑھ کر بغیر پوری کتاب ختم کیے رکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ تین حصّے ہیں۔ اور سب ایک سے ایک پُرلطف ؂

(۹) اخلاقی سلسلہ۔ اس سلسلہ میں چار حصّے ہیں۔ جن میں نہایت دلکش طریقے سے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی گئی

ہے۔ حالانکہ اس میں کہانیاں نہیں ہیں۔ صرف بعض بعض جگہ مثالیں اور روائتیں آگئی ہیں۔ لیکن اس کا ایک ایک لفظ پر اثر ہے۔ اول تو مضمون خود نہایت پاکیزہ ہے پھر اس پر سلاست اُور سونے پر سہاگہ ہو گئی ہے ✤

حصہ اوّل۔ ہمت۔ سچائی۔ امانت۔ پاکیزگی۔ زبان۔ تندرستی۔ کفایت شعاری۔ جانوروں پر مہربانی۔ شکر گزاری۔ محبت۔ گھر اور وطن۔ خوش خلقی۔ انصاف۔ کام۔ فرمانبرداری ✤

حصہ دوم۔ پاکیزگی۔ تندرستی۔ کفایت شعاری۔ عزت انکسار۔ جانوروں پر مہربانی۔ شکرگزاری۔ محبت۔ حُب وطن۔ خلق۔ انصاف۔ دوستی۔ کاروبار۔ کوشش محنت پابندی وقت۔ فرمانبرداری۔ اپنے اوپر بھروسہ۔ عادت امن وامان۔ ضبط ✤

حصہ سوم۔ کام۔ کوشش۔ فرض کی تکمیل۔ انسانی مساوات۔ حُبّ وطن۔ کفایت شعاری۔ وقت اور اس کا اندازہ۔ نیک مزاجی۔ محبت۔ اعزاز۔ خود اعتمادی۔ عادت۔ ہمت۔ امن وجنگ کے اثرات۔ نمونہ اور صحبت۔ گھر اور گھر کے اثرات ✤

حصہ چہارم۔ ارادہ۔ خیالات انسانی۔ صداقت کی

حقیقت - خیر خواہی ملک - اثرات - اچھے نمونے - عزت
اور خودداری - دوراندیشی - ضبط - اجتماعی ذمہ واریاں -
مقصد زندگی - عادت شکر گزاری ؎

(۱۰) مہذب زندگی - یہ گویا اس سلسلہ کا پانچواں نمبر ہے - یہ
کتابیں اکثر قومی اور سرکاری مدارس کے کورس میں
داخل ہیں ؎

(۱۱) تربیت الاطفال - آج کل اس موضوع کی اہمیت سے
کون واقف نہیں ہے - سرکار عالیہ نے ماؤں کی آسانی
کے لئے اس کو نہایت عام فہم اور واضح عبارت میں
لکھا ہے - یہ کتاب اولاد و والدین دونوں کے لئے ایک
نعمت غیر مترقبہ ہے ؎

(۱۲) مقصد ازدواج - اس میں ازدواج کے متعلق ضروری
اور مختصر ہدایتیں ہیں - اور ازدواج کے تمام پہلوؤں پر
ایک گہری نظر ڈالی ہے ؎

(۱۳) اسلام میں عورت کا مرتبہ - اس کتاب کے نام ہی
سے ظاہر ہے - کہ عورتوں کے حقوق پر کیسی زبردست
کتاب ہوگی ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضروری ہے ؎

(۱۴) حفظ صحت - یہ کتاب خانہ داری کا دوسرا حصہ ہے -
اس میں خانہ داری کے متعلق وہ سب باتیں آگئی ہیں

جن کا تعلق حفظ صحت سے ہے - گھر کی صفائی - غذا -
جسم کی صفائی - ورزش - لباس - تیمار داری اتفاقی حادثے
اور ان کا علاج - یہ بھی بالکل آسان اور سلیس عبارت میں
ہے ٭

(۱۵) تندرستی - یہ کتاب درسی کتابوں کے طریقے پر لکھی گئی ہے
تین باب اور پینتالیس مضامین ہیں - پہلے باب میں
حفظان صحت کی مفصل ہدایتیں ہیں - دوسرے میں متعدی
امراض سے بچنے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں - تیسرے باب
میں اصول تیمار داری - ان سے واقفیت کی ضرورت
اور ناواقفیت کی وجہ سے نقصان کی چند مثالیں دے
کر تیمارداری کی ضروری باتوں کا بیان کیا گیا ہے - ۱۵۰
صفحے کی کتاب ہے ٭

(۱۶) ہدایات تیمار داری - جن باتوں کا جاننا ڈاکٹری علاج
میں اس قدر ضروری ہے - کہ ان کے جانے بغیر علاج
کرنے سے کوئی فائدہ نہیں - وہ سب جمع کر دی گئی
ہیں ٭

(۱۷) درس حیات - ایک قصے کے پیرایہ میں فزیالوجی (ڈاکٹری)
کے وہ تمام ضروری مسائل جن کا تعلق عورتوں سے ہے
بیان کئے گئے ہیں ٭ اس میں تشریح کے لئے تصویریں

Taj Tahir Foundation

اور ایسے فوٹوگراف بھی ہیں۔ جن کا خانہ داری سے اور خاص کر غذا سے تعلق ہے +

(۱۸) بچوں کی پرورش۔ اس کتاب میں وہ تمام ضروری امور جو بچوں کی پرورش کے متعلق ہوسکتے ہیں تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کتاب نو باب اور ایک سو دس مضامین پر منقسم ہے + پہلے باب میں زچہ کی ضروریات اور ولادت کی احتیاطیں دوسرے میں قدرتی دودھ کا مفصل بیان۔ تیسرے میں مصنوعی دودھ اور بچے کی غذا پر بحث ہے۔ چوتھے باب میں سونے کا طریقہ۔ بچہ کا وزن۔ قد۔ سر۔ حواس خمسہ۔ دماغ۔ دانت نکلنا۔ بولنا۔ ٹائم ٹیبل وغیرہ کا بیان ہے + پانچویں اور چھٹے باب میں دوا علاج۔ بیماری کی ابتدائی علامتیں۔ اور چند عام بیماریوں کا حال ہے + ساتویں آٹھویں باب میں بچوں کی بیماریاں اور ان میں جو ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ ان کی تفصیل۔ نویں باب میں بچے کی نگرانی۔ صحت کے اصول۔ متعدی امراض اور ان کے علامات۔ انسداد کی تدابیر۔ زہر کی شناخت۔ علاج۔ خراش اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے۔ زخم چوٹ موچ وغیرہ آجانے پر سہل و آسان تدابیر۔ اتفاقی حادثوں میں تیمارداری مریضوں کے غسل اور پینے کے

Taj Tahir Foundation

لائق غذاؤں کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے ؂

(۱۹) ہندوستانی گھروں میں تیمارداری - انڈین ہوم نرسنگ، مصنّفہ میجر آر جی بلیکم صاحب کا ترجمہ - اس کتاب میں تیمارداری کے مفید طریقے بتائے گئے ہیں - مختلف اعضا پر پٹیاں باندھنے کا ڈھنگ بھی بتایا گیا ہے + ۲۴۲ صفحے ۷ نقشے اور ۳ ضمیمے شامل ہیں ؂

(۲۰) معیشت - خانہ داری کے تیسرے حصّے کا پہلا جزو ہے تدبیر منزل - مکان کی وضع و قطع - چھت - صحن اور اس کے مختلف حصوں کی بابت الگ الگ مفید ہدایتیں ہیں مکان کی آرائش - رنگوں کے اقسام اور ان کا تناسب پنکھے لیمپ وغیرہ کے لٹکانے - چلمن اور پردے لگانے کے طریقے - ضروری فرنیچر کی تفصیل - مکان کی حفاظت آتش زدگی کا بچاؤ - کیڑے مکوڑے چوہے پسّو مچھر کھٹمل مکھی وغیرہ کے دفعیہ کا طریقہ - مکان فرش فرنیچر کی صفائی کا قاعدہ - انتظام خانہ داری - اوقات عمل - خریداری ترکاری سبزی پھل وغیرہ - دودھ مکھن - سودا وغیرہ کے متعلق ہدایات - باورچی خانہ کا انتظام - ظروف اور ان کی تفصیل - برتنوں کے صاف کرنے کے طریقے - اسلامی اور یوروپین آداب خورونوش - آرائش باغ - گملے -

کیاریاں۔ پھولدار اور پھلدار درخت۔ درختوں کی تراش کے قاعدے۔ قلم کا موسم۔ روشنوں کی صفائی۔ لباس اور اس کی غرض۔ کپڑے کی اچھائی اور بُرائی معلوم کرنے کا طریقہ۔ کن موسموں میں کس کس قسم کا کپڑا موزوں ہے۔ کپڑے کی خریداری میں کس قسم کی ہوشیاری رکھنی چاہئے۔ کپڑے سے داغ دھبہ دور کرنے کے طریقے رنگنے کی ترکیبیں۔ کلف۔ استری۔ ہر قسم کی سلائی۔ رفو کی ترکیبیں۔ جوتے خریدنا اور ان کی صفائی۔ برساتی چھتری۔ جواہرات اور زیور کے متعلق مفید ہدایات+ اسی طریقے پر اور ضروری مسائل تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں+ تمام مضامین چوّن باب میں ۵۶ ۴ صفحوں پر ہیں+

(۲۲) معاشرت۔ خانہ داری کے تیسرے حصے کا دوسرا جزو ہے۔ پہلے جزو میں انتظام خانہ داری کا مکمل بیان ہے اور یہ حصہ گھر کی بیرونی زندگی سے متعلق ہے۔ بچّوں کی تعلیم و تربیت۔ ان کی اسکولوں کی نگرانی۔ گھر کی تعلیم کا طریقہ۔ تعلیم میں صحت جسمانی کا خیال۔ لڑکیوں کی ورزش کا انتظام۔ اتالیقہ کا انتخاب۔ گھر کے ملازموں کا انتظام۔ دعوتیں۔ پارٹیاں۔ ایٹ ہوم۔

گارڈن پارٹی۔ ڈنر وغیرہ کا مفصل ذکر۔ کلب وغیرہ کے کھیل۔ کتب خانہ۔ خط کتابت۔ مضمون نویسی۔ ریلوے کے سفر کے متعلق ضروری ہدایات۔ ڈاک خانہ وغیرہ کے قواعد۔ غرض ہر قسم کی ضروریات کے متعلق مفید ہدایتیں ہیں ٭

(۲۳) فرائض باغبانی۔ علیا حضرت کو باغبانی سے خاص دلچسپی تھی۔ اور بعض موسموں میں خود اپنے باغات کی نگرانی میں اپنا بہت سا وقت صرف فرماتی تھیں۔ اس لئے حضور محمدوحہ نے اس فن کے متعلق بہت سی معلومات جمع کر کے اردو میں یہ رسالہ شائع فرمایا۔ تاکہ وہ خواتین جو اپنے وسیع مکانوں میں بنگلوں اور کوٹھیوں کے احاطوں میں چمن وغیرہ لگائیں۔ ان کی رہبری ہوسکے ٭ اس رسالے میں ہر مہینے میں جو چیزیں بونی چاہئیں۔ اور جن موسموں میں جس طرح ان کی دیکھ بھال ہونی چاہئے۔ وہ اسی طرح ماہوار سلسلے سے لکھا گیا ہے ٭

(۲۴) ہدایات باغبانی۔ اسی سلسلے کی دوسری کتاب ہے جس میں پھلوں کی کاشت کے متعلق تمام معلومات درج ہیں ٭

(۲۴) مطبخ کنگ جارج - اس کتاب میں ۵۱۶ انگریزی کھانوں مٹھائیوں - اچار چٹنی وغیرہ کی ترکیبیں مفصل لکھی گئی ہیں ۰

نواب سلطان جہان بیگم کے لیکچر

سرکار عالیہ مغفورہ کے لیکچر ہمیشہ کسی نہ کسی اہم موضوع پر ہوا کرتے ہیں کبھی آپ ان کے ذریعے سے ہمیں مذہب کی طرف توجہ دلاتی ہیں - اور کبھی ان کا مقصود اصلاح معاشرت ہوتا ہے ۰ ان کا پورا لطف تو وہی اٹھا سکتا ہے - جو خود ان جلسوں میں حاضر ہوا ہو - اور سرکار عالیہ کی زبان مبارک سے سنا ہو ۰ لیکن میں اس وقت نمونہ کے طور پر دو لیکچر یہاں نقل کرتی ہوں - سیرت مصطفےٰ میں سے آنحضرت کے حالات " ولادت سے بعثت تک " اور سبیل الجنان میں سے " زکوٰۃ " ان لیکچروں سے علیا حضرت کی وسعت معلومات اور مذہبی شغف کا بہت کچھ اندازہ ہوتا ہے ۰

ولادت سے بعثت تک

تاریخ و روز ولادت۔ دورِ جہالت و ضلالت۔ عرب کی حالت اور قریش کے اخلاق۔ آنحضرت کے خاندانی فضائل رضاعت و طفولیت۔ شباب کا زمانہ۔ حضرت خدیجہؓ کے مال کی تجارت۔ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ عقد۔ آنحضرت کا ایک فیصلہ۔ ریاضت اور بعثت ٭

خواتین! یہ ماہ ربیع الاوّل شریف ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں دنیا کو وہ نعمت ملی۔ جس کا کوئی نعمت مقابلہ نہیں کرسکتی یعنی اس مہینے میں سرور کائنات فخر موجودات۔ ختم المرسلین۔ رحمۃ اللعالمین۔ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی + دنیا انوار قدس سے منوّر ہوگئی اور ہدایت و نجات تہذیب و برکات کی روشنی تمام عالم میں پھیل گئی۔ لہٰذا میں اس مہینے میں آپ کی ولادت و حالات زندگی و اخلاق ہی کے متعلق سلسلۂ تقریر جاری رکھوں گی٭

تاریخ و روز ولادت

آپ کی ولادت مبارک اسی مہینے کی بارہویں تاریخ کو دوشنبہ کی شب کو قریب صبح کے ہوئی۔ ولادت کے وقت

حضرت آمنہؓ کا تمام مکان نور الٰہی سے منور ہو گیا تھا۔ آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ اور آسمان کی طرف کلمے کی انگلی اٹھائی۔ جس پر سب کو تعجب ہوا۔ کہ یہ کیسا بچہ ہے۔ اسوقت بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ کسرٰے کے قصر سلطنت میں زلزلہ آیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ فارس کا آتشکدہ جہاں برابر ہزار سال سے آگ جل رہی تھی۔ بجھ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ خانہ کعبہ میں جو بت تھے۔ وہ سرنگوں ہو گئے۔

خواتین! یہ وہ روز سعید تھا۔ جس کی دنیا عرصہ سے منتظر تھی حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی علیہم السلام نے آپ کی ولادت اور آپ کی بعثت کی پیشین گوئیاں کی تھیں۔ اور توریت و انجیل میں آپ کی ولادت کی خوش خبری دی گئی تھی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی اولاد میں آپ کے پیدا ہونے کی دعا تھی۔ جیساکہ قرآن مجید میں ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ

لہ ترجمہ (ان سے ہماری مراد اس زمانے کے وہ اہل کتاب تھے) جو (ہمارے ان) رسول نبی امی (محمدؐ) کی پیروی کرتے ہیں۔ جن (کی بشارت)

Taj Tahir Foundation

الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پھر دوسری جگہ ارشاد ہے:- وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹

کو اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو اچھے کام (کرنے) کو کہتے ہیں اور برے کام سے ان کو منع کرتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں (اور احکام سخت کے) بوجھ جو ان لوگوں (کے سروں) پر (لدے ہوئے) تھے اور پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے (ان سب کو) ان پر سے دور کرتے ہیں تو جو لوگ ان (پیغمبر محمدؐ) پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور ان کو مدد دی اور جو نور (ہدایت یعنی قرآن) ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اس کے پیرو ہوئے ۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔

لہ اور (اے پیغمبر لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا

Taj Tahir Foundation

یہ پیشین گوئیاں تو کلام مجید میں منقول ہیں۔ لیکن علاوہ اس کے توریت و انجیل میں اور بھی صاف و صریح بشارتیں موجود ہیں۔ توریت میں ۸ بشارتیں تو آپ کے نبی ہونے کے متعلق ہیں۔ بعض مجمل اور بعض نہایت صاف ہیں۔ ایک بشارت میں آپ کا نام مبارک تک لکھا ہوا ہے۔

انجیل میں بھی صاف بشارت ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو معلوم ہوا۔ کہ اب ان کا وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے حواریوں کو بہت سی نصیحتیں کیں۔ ان ہی نصیحتوں میں یہ بھی فرمایا۔ کہ یہ امور میں نے تم سے کہے جب کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لیکن (فارقلیط) پاک روح جس کو بھیجے گا۔ میرے نام سے تم کو ہر بات سکھا دے گا۔ اور یاد دلائے گا تم کو تمام وہ باتیں جو کہ میں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰

ہوا آیا ہوں (یہ کتاب) توریت جو مجھ سے پہلے (نازل ہو چکی ہے) میں اس کی تصدیق کرتا اور (ایک اور) پیغمبر کی (تم کو) خوش خبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے (اور) ان کا نام ہوگا احمد۔ پھر جب وہ (احمد کا دوسرا نام محمدؐ ہے) بنی اسرائیل کے پاس کھلے کھلے معجزے لے کر آئے گا۔ تو وہ کہنے لگیں گے۔ کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

تم سے کہی ہیں"۔(انجیل یوحنا باب ۱۴)

یہاں فارقلیط کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک مراد ہے۔ اسی طرح اَور بھی بشارتیں انجیل میں آپ کے متعلق موجود ہیں۔

جب آپ کی ولادت ہوئی۔ تو اس زمانہ کے عالموں اور راہبوں نے ان آثار کو آپ کی ذات مبارک میں دیکھا۔ اور آپ کے دادا عبد المطلب کو خوش خبری سنائی۔ اگرچہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ توریت اور انجیل اصلی حالت میں نہیں ہیں تو بھی اس وقت تک ان کی آیتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بشارت صاف ظاہر ہوتی ہے۔ تو اس وقت جبکہ یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی بہت سے قسیس اور احبار (عالم) وغیرہ اپنی اپنی شریعتوں پر قائم تھے۔ اور توریت وانجیل کے احکام ان کو ازبر تھے۔ اور یہ دونوں مقدس کتابیں بہ نسبت اس وقت کے کم تغیر پذیر ہوئی تھیں۔ تو کوئی وجہ نہیں تھی۔ کہ وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پیدا ہونے کے وقت ان باتوں کا اظہار نہ کرتے۔

غرض کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور اس کی اطلاع عبد المطلب کو دی گئی۔ تو وہ بہت خوش ہوئے۔ فی الفور آئے اور آپ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر خانہ

کعبہ میں لے گئے۔ اور وہاں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی ٭

عبد المطلب نے آپ کا نام محمدؐ اور حضرت آمنہ نے احمد رکھا۔ کیونکہ حضرت آمنہ نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ ایک فرشتہ کہتا ہے۔ کہ تم اس بچے کا نام احمد رکھنا ٭ ولادت کے ساتویں روز عبد المطلب نے قربانی کی۔ اور قبیلہ قریش کے تمام اراکین کو دعوت میں بلایا ٭

مولدِ نبی

آپ کی ولادت شعب بنی ہاشم کے ایک مکان میں ہوئی تھی۔ وہ گھر عقیل ابن ابی طالب کو ملا تھا۔ لیکن ان کی نسل میں وہ نہ رہا۔ اور بنی امیہ کے ایک خلیفہ محمدؐ ابن یوسف نے خرید کر اپنے قصر بیضا میں اس کو داخل کر لیا ٭ جب بنی امیہ کی دولت کو زوال ہوا۔ اور بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی۔ تو خلیفہ ہارون رشید کی خیزراں بیت اللہ کے طواف کو آئی۔ اور اس محل سے اس گھر کو علیحدہ کر کے ایک مسجد بنوا دی۔ تاکہ اس میں لوگ پانچوں وقت کی نماز پڑھ کر برکت حاصل کریں ٭

دورِ جہالت و ضلالت

خواتین! ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت تمام دنیا پر گمراہی چھائی ہوئی تھی۔ شرک کا دور دورہ تھا۔ انسانوں کے بنائے ہوئے

معبودوں کی پرستش ہوتی تھی۔ ایران اور روم میں بھی جو اُس زمانہ میں تمدن اور تہذیب کا سرچشمہ تھے۔ باطل پرستی موجود تھی۔ اخلاق اور عمدہ عادات کا پتہ نہ تھا۔ وہ صفتیں جن سے انسان کی روح کا تزکیہ ہوتا ہے۔ دنیا سے مفقود تھیں۔ خصوصاً عورتوں کی تذلیل کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ دیوتاؤں اور پروہتوں کی خدمت کے لیئے یہ مندروں میں رکھی جاتی تھیں۔ ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے۔ قماربازی اور شرطوں میں وہ ہاری جاتی تھیں۔ فارس میں ان کا کوئی مرتبہ ہی نہ تھا۔ یونان میں بھی ان کی تحقیر کی جاتی تھی۔ غرض ہر جگہ وہ ذلیل تھیں۔ اور دنیا ان پر تنگ ہو گئی تھی۔ اور وہ دنیا پر بار تھیں۔ عرب میں بھی یہی حالت تھی۔

عرب کی حالت اور قریش کے اخلاق

لیکن پھر بھی قبیلہ قریش اپنے عمدہ اخلاق اور عادات کے لحاظ سے بہ نسبت دیگر قبائل کے ممتاز تھا۔ جہاں شرک و بت پرستی تھی۔ وہاں موسوی وعیسوی شریعتیں بھی ایک حد تک رائج تھیں۔ خدا پرستی بھی تھی۔ اور ملت ابراہیمی کے آثار پائے جاتے تھے۔ مہمان نوازی۔ خیرات۔ صلہ۔ رحمی۔ صداقت۔ غریبوں کی مدد ایسی صفات تھیں۔ جن کی قدر کی جاتی تھی۔

عورتوں کی بھی عزت ہوتی تھی۔ اور ان کا ایک درجہ تھا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشرف المخلوقات میں اشرف تھے۔ اس لئے خداوند عالم نے آپ کو اس سرزمین پر پیدا کیا تھا۔ جہاں اس گئے نام کی بھی کچھ پرستش ہوتی تھی۔ اور عمدہ اخلاق و شرافت کا وجود باقی تھا۔

آنحضرت کے خاندانی فضائل

اور اللہ تعالےٰ نے آپ ہی کو اس قبیلہ کا چراغِ خاندان بنایا۔ جس کے صفات حسنہ تمام دنیا اور تمام قبائل سے اعلیٰ تھے۔ اس خاندان کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیمؑ سے ملتا ہے۔ کعبہ کی تولیت و حفاظت بھی اسی خاندان میں تھی۔ اور اس میں بڑے بڑے مشہور زمانہ اور نامور اشخاص پیدا ہوئے تھے۔ اس میں خالص شرافت و نجابت موجود تھی۔ عفت و سخاوت اور دلیری و مہماں نوازی۔ ہمدردی و صلہ رحمی اس خاندان کا جوہر تھا۔ آپ کے دادا عبد المطلب کی سخاوت و فیاضی شہرۂ آفاق تھی۔ ان کی دولت کا بڑا حصہ غریبوں اور مسکینوں پر صرف ہوتا تھا۔ حج کے زمانہ میں جب کہ ہزارہا آدمی مکہ میں جمع ہوتے تھے۔ ان کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا رہتا تھا۔ پاکبازی میں وہ ممتاز تھے۔ تنہائی کی زندگی پسند تھی۔ وہ

بڑے بُردبار تھے۔ اور ہمیشہ فسادوں سے الگ رہتے تھے۔ ہر شخص ان کی عزت وحرمت کرتا تھا۔ گویا وہ مکّے کے بادشاہ سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے والد حضرت عبد اللہؓ کی پاکبازی تو تمام مکہ میں خاص طور پر شہرہ آفاق تھی۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ بھی بڑی ممتاز۔ نیک سیرت۔ اور ایک عفیفہ ومعصومہ خاتون تھیں۔

رضاعت وطفولیت

آپ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے اپنی والدہ اور ان کے بعد ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا۔ آپ بی بی ثویبہ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ اور ہجرت کے بعد بھی برابر ان کو تحفے بھیجتے رہتے تھے۔ حضرت خدیجہ کے یہاں جب وہ آتی تھیں۔ تو وہ ان کا بے انتہا احترام فرماتی تھیں۔

ثویبہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اور آپ انہیں کے ہمراہ قبیلہ "بنی سعد" میں پرورش کے لئے بھیج دئے گئے۔ کیونکہ اشراف مکہ اور روسائے قریش اپنے بچوں کو مکہ معظمہ کی گرم آب وہوا سے بچنے کے لئے اناؤں کے ساتھ اطراف مکہ میں بھیج دیا کرتے تھے۔

قبیلہ بنی سعد جس میں آپ نے پرورش پائی فصاحت

وبلاغت میں بے نظیر تھا۔ حلیمہ سعدیہ جب آنحضرت کو اپنے گھر لے گئیں۔ تو ان پر اور ان کے قبیلہ پر آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے بہت کچھ برکات کا ظہور ہونے لگا۔ خدا نے ان کے مال اور مواشی میں برکت دی۔ ان کی عسرت و تنگی کو آسانی اور فراخی سے بدل دیا۔

آپ خود حضرت حلیمہ کے ساتھ بے انتہا محبت کرتے تھے۔ اور دودھ کے رشتے کو خون کے رشتہ کے برابر سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ قحط کے باعث حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کے پاس آئیں تو آپ نے ان کی امداد اونٹ اور بھیڑوں کے گلہ سے کی۔ اور پھر زمانہ نبوت میں جب تشریف لائیں۔ تو آپ نے اپنی چادر مبارک جس کی قدر وقیمت کی کوئی انتہا ہی نہیں ہو سکتی ان کے بیٹھنے کے لئے خود بچھا دی۔ اور میری ماں میری ماں کہہ کر لپٹ گئے۔

زمانہ رضاعت میں آپ ہمیشہ ایک ہی طرف کا دودھ پیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کا دودھ شریک بھائی یعنی حلیمہ سعدیہ کا لڑکا بھی آپ کے ساتھ تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ روایت کرتی ہیں کہ آپ کو زمانہ صغر سنی میں طہارت کا اس قدر خیال رہتا تھا۔ کہ کبھی کسی قسم کی نجاست آپ کے بدن میں نہیں لگی۔ اور وہ کہتی ہیں

Taj Tahir Foundation

کہ جب میں آپ کا جسم دھونے کا قصد کرتی۔ تو اس کو پاکیزہ و مطہر پاتی۔ اور آپ کو اس سے زیادہ کوئی بات ناگوار نہیں گزرتی تھی۔ کہ آپ کا جسم مبارک برہنہ کیا جائے + اگر کبھی ایسا ہو بھی جاتا تو آپ چیختے اور غصہ ظاہر کرتے۔ ورنہ آپ نہ کبھی روتے اور نہ کوئی بدخلقی کی حرکت کرتے +

حلیمہ سعدیہ کی روایت ہے کہ ایک رات میری آنکھ کھلی۔ تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قُدُّوْسًا مَادَامَتِ الْعُیُوْنُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ[1] اور جب سے آپ نے بات کرنی شروع کی کبھی بغیر بسم اللّٰہ کہے ہوئے کسی چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ اور نہ کبھی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز اٹھائی +

جب آپ کی عمر دو سال کی ہو گئی۔ تو میں حضرت آمنہ کے پاس لے گئی لیکن چونکہ میں یہ چاہتی تھی۔ کہ میرے ہی پاس رہیں اس لئے میں نے ان سے التجا کی۔ کہ "مکہ کی آب و ہوا سے مجھے ڈر ہے۔ چند روز اور میرے پاس رہنے دیجئے" + حضرت آمنہ نے اسے منظور کر لیا۔ اور مجھے اجازت دے دی

---

[1] ترجمہ۔ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب تک آنکھیں ہیں۔ نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند +

غرض ہر چھٹے چھینے آپ کو حضرت آمنہ سے ملانے کے لئے بی بی حلیمہ لے آیا کرتی تھیں ۔

حضرت حلیمہ کے پاس رہنے کے زمانہ میں چار سال کی عمر میں آپ کا شق صدر ہوا۔ پانچویں سال سے آپ حضرت آمنہ کے پاس مکہ میں رہنے لگے ۔

اسی سال بعض کاہنوں نے لوگوں کو آپ کے قتل پر بھی ابھارا۔ عبد المطلب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے آپ کو چھپا کر رکھا۔ چھٹے سال حضرت آمنہ مدینہ منوّرہ تشریف لے گئیں۔ تاکہ اپنے اعزا سے ملیں اور آپ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئیں + اس سفر میں ام ایمن حضرت عبد اللہ کی کنیز بھی بی بی آمنہ کے ہمراہ تھیں۔ واپسی کے وقت بی بی آمنہ کا راستے میں انتقال ہو گیا۔ اور آپ ام ایمن کے ساتھ مکّے واپس آ گئے + حضرت عبد المطلب کو بی بی آمنہ کے انتقال سے بہت صدمہ ہوا۔ انہوں نے آنحضرت صلعم کی تربیت اپنے ذمّہ لی۔ اور ام ایمن کو اتا مقرر کیا + کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے ۔ کہ آپ آرام میں ہوتے ۔ تو عبد المطلب آپ کے پاس جاتے اور پیار کر کے کہتے کہ میرا یہ بیٹا حاکم اور فرمانروا ہوگا + ان کو آپ سے اس قدر محبت تھی ۔ کہ ہر وقت آپ کو اپنے پاس رکھتے ۔ اور ساتھ ہی کھلاتے پلاتے تھے + ایک

مرتبہ آپ تھوڑی دیر کے لئے کھو گئے۔ تو عبدالمطلب کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ پھر جب آپ مل گئے۔ تو اس درجہ مسرت ہوئی کہ اسی وقت ایک ہزار اونٹوں کی قربانی کر کے صدقہ غرباء کو ان کا گوشت تقسیم کر دیا۔ اور پچاس رطل سونا بھی غریبوں کو دیا۔

عبدالمطلب اکثر آپ کو کعبہ کی دیوار کے نیچے لے کر بیٹھا کرتے تھے۔ اور وہاں آپ کے چچا ابوطالب بھی ہوتے تھے۔

اسی زمانے میں چند سال تک مکہ میں نہایت سخت قحط پڑا۔ عبدالمطلب کے بھتیجے کی لڑکی رقیہ کہتی ہیں۔ کہ جب حالت نہایت درجہ خراب ہو گئی۔ تو میں نے سنا۔ کہ ہاتف غیب یہ کہتا ہے۔ "اے گروہ قریش پیغمبر آخرالزمان کے ظہور کا وقت آ گیا ہے۔ اس پیغمبر کے سبب سے تمہیں راحت اور آرام نصیب ہوگا۔ اور پانی برسے گا۔ تم میں جو شخص کشادہ پیشانی سفید اندام بلند بینی صاحب فخر و نسب ہے۔ اس سے کہو کہ وہ اپنے بچہ کو لے کر باہر نکلے۔ اور ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی غسل کر کے خوشبو لگا کر سات بار طواف کرے۔ پھر سب ان کے ہمراہ کوہ ابوقبیس پر جائیں۔ وہ بزرگ بارش کی دعا کریں۔ اور ہمراہی آمین کہیں"۔ رقیہ کہتی ہیں۔ کہ میں صبح کو ڈرتی اور کانپتی لرزتی اٹھی۔ میں نے سارا قصہ گھر میں بیان کیا۔ جب یہ خبر

Taj Tahir Foundation

پہنچی۔ تو لوگ عبد المطلب کے پاس آئے۔ اور دعا کرنے کو پہاڑ پر گئے۔ عبد المطلب نے آنحضرت صلعم کو کندھے پر سوار کر کے بارش کی دعا کی۔ اور ابھی لوٹنے کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا کہ بارش شروع ہوئی اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام دریا رواں ہو گئے۔

آپ کی عمر سات سال کی ہوئی۔ تو عبد المطلب کا انتقال ہو گیا۔ اب ابو طالب آپ کے کفیل اور محافظ ہو گئے۔ ابو طالب کو آپ کے ساتھ اتنی محبت تھی۔ کہ ایک لحظہ کے لئے بھی مفارقت گوارا نہ ہوتی۔ اپنے ہی پاس سلاتے تھے۔ عمدہ سے عمدہ کھانا کھلاتے تھے۔ اور اپنے سگے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ ابھی عالم طفولیت میں ہی تھے۔ کہ تمام مکہ والوں پر آپ کے اخلاق کا اتنا گہرا اثر چھا گیا کہ سب آپ کی عزت ایسی کرتے تھے جیسے کسی بڑے سے بڑے بزرگ کی کی جاتی ہے۔

شباب کا زمانہ

جب آپ سن شعور یعنی بارہ برس کی عمر کو پہنچے تو آپ کو سب نے امین کا لقب دیا۔ اور یہ عرب میں نہایت معزز لقب تھا۔ اس کے بعد آپ نے ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ راستہ میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کی پیشانی میں انوار

نبوت کو دیکھ کر معلوم کر لیا۔ کہ یہی نبی آخر الزمان ہونے والے ہیں + اس نے ابوطالب کے قافلے کی دعوت بھی کی تھی۔ اور اس دعوت میں مزید اطمینان کے لئے اس طرح آپ کا امتحان لیا۔ کہ آپ کو مخاطب کر کے کہا "میں آپ کو لات و عزّیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ جو کچھ سوال کروں۔ اس کا جواب دیجئے آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے ان کی قسم نہ دو۔ میں کسی چیز کو ان سے زیادہ دشمن نہیں سمجھتا + اس کے بعد اس نے کچھ اَور باتیں کیں اور ان کا مناسب جواب پا کر اُسے یقین ہو گیا۔ کہ یہی نبی آخر الزمان ہیں +

اس سفر میں ابوطالب کو تجارت میں بھی بہت فائدہ ہوا۔ اور آپ نے دو ایک سفر اَور کئے۔ اب آپ کی عمر پچیس سال کی ہو گئی۔ اور روز بروز قوم میں آپ کا وقار اعزاز بڑھتا جاتا تھا۔ آپ اپنی قوم میں مروت و اخلاق سخاوت و کرم اور حلم کے اعتبار سے سب میں افضل اور اعلیٰ و احسن شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کی صداقت دیانتداری ضرب المثل ہو رہی تھی۔ اور تمام قوم آپ کو امین کے ممتاز و خاص لقب سے پکارتی تھی +

حضرت خدیجہ کے مال کی تجارت

اس زمانہ میں حضرت خدیجہؓ

قریش کی عورتوں میں بہت مالدار اور ممتاز بیوہ خاتون تھیں۔
اور تجارت کے لئے نفع کے معاہدہ پر مال تجارت دیا کرتی
تھیں۔ ایک مرتبہ ابو طالب نے آنحضرت سے شکایت
کی۔ کہ آمدنی کم ہے۔ اور عیال داری بہت ہے۔ اگر آپ
حضرت خدیجہ سے مال لیں۔ اور تجارت کریں۔ تو چونکہ آپ
کی امانت پر سب کو یقین ہے۔ وہ آپ کو مال دیدیگی۔
آپ نے منظور کر لیا۔ لیکن قبل اس کے کہ آپ حضرت
خدیجہؓ سے کہیں۔ انہوں نے خود آپ کے پاس پیغام بھیجا
کہ ایسا سنا گیا ہے۔ کہ آپ کو تجارت کی طرف توجہ ہوئی
ہے۔ میں آپ کی امانت وصداقت پر بھروسہ کرتی ہوں
اور آپ کو دوسرے آدمیوں سے زیادہ نفع دوں گی۔ چنانچہ
آپ ان سے مال لے کر سفر پر آمادہ ہو گئے۔ اس سفر میں
بھی آپ کو کئی راہب ملے۔ اور انھوں نے آپ کے خاتم
النبیین ہونے کی علامتیں دیکھیں۔

حضرت خدیجہؓ کے ساتھ عقد

حضرت خدیجہؓ
دولت وجاہ کے علاوہ
اپنی عقلمندی وشائستگی اور حسن وجمال کے لحاظ سے بھی قریش
میں بڑی ممتاز خاتون تھیں۔ اور محاسن اخلاق کے سبب
آپ طاہرہ کے نام سے موسوم تھیں۔ اس وجہ سے قریش

کے بڑے بڑے سرداروں نے آپ سے نکاح کی خواہش کی۔ مگر آپ نے صاف انکار کر دیا۔ لیکن جب آنحضرت صلعم کے حالات معلوم ہوئے۔ تو یہ سوچا۔ کہ آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح کر لیں۔ چنانچہ ایک خاتون نفیسہ نامی کے ذریعہ سے جو نہایت عقلمند تھیں۔ اس سلسلے کو چھیڑا۔ انہوں نے نہایت حسنِ بیان کے ساتھ حضرت خدیجہ کے دلی منشاء کو آنحضرتؐ پر ظاہر کیا۔ اور رغبت دلائی۔ آنحضرت صلعم نے بھی اس کو پسند فرمالیا۔ پھر دستور کے موافق پیغام وسلام ہوئے۔ اور دونوں طرف کی رضامندی کے بعد نکاح ہو گیا۔ نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال اور آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔

آنحضرت صلعم کے حسنِ اخلاق اور حسنِ معاشرت کا حضرت خدیجہؓ کے دل پر یہ اثر ہوا۔ کہ انہوں نے اپنا تمام مال و متاع آپ پر نثار کر دیا۔ اور آپ کی خوشی کے لئے ہر چیز قربان کر دی۔ ان کا گھر غریبوں اور مسکینوں کے لئے ہر وقت کھلا ہوا تھا۔ اور ان پر دولت وقف تھی۔ اور آنحضرت صلعم کی فیاضی اور ہمدردیوں سے ان کو خوشی پر خوشی ہوتی تھی۔

آنحضرتؐ کا ایک فیصلہ

اس زمانہ میں خانہ کعبہ کی دیواروں پر چھت

نہ تھی۔ اور دیواریں بھی بہت چھوٹی تھیں۔ اور چونکہ یہ عمارت نشیب میں تھی۔ اوپر کا پانی بھر جاتا تھا۔ اگرچہ اس پانی کو روکنے کے لیئے بالائی حصہ پر بند بنوا دیا گیا تھا۔ مگر وہ ٹوٹ ٹوٹ جاتا تھا۔ اس سبب سے سب کی یہ رائے ہوئی۔ کہ از سرِ نو دیواریں مضبوط بنائی جائیں۔ اور چھت ڈالی جائے + چنانچہ قبائل نے اپنے اپنے حصہ کی دیوار بنانے کی تقسیم کر لی تھی۔ جب دیواریں کچھ اتنی بلند ہو گئیں۔ کہ حجرِ اسود رکھا جائے۔ تو اس کے رکھنے پر آپس میں جھگڑا ہوا۔ کیونکہ ہر قبیلہ اس شرف کو حاصل کرنا چاہتا تھا +

کئی دن تک یہ جھگڑا ہوتا رہا۔ ایک دن قریب تھا۔ کہ آپس میں قتل و خون کی نوبت پہنچ جائے۔ بالآخر یہ قرار پایا۔ کہ ہم کل تک ذرا صبر کریں۔ اور کل صبح کو جو کوئی شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہو۔ اس کو ثالث بنایا جائے۔ اور جو کچھ وہ فیصلہ کرے۔ اس سے انحراف نہ کیا جائے +

اس رائے سے سب نے اتفاق کیا۔ اور دوسرے دن صبح آنے والے کے منتظر ہی تھے۔ کہ اتنے میں آنحضرت صلعم اسی دروازے سے تشریف لائے۔ تمام قریش جو جمع تھے۔ آپ کو دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے۔ اور کہنے لگے۔ لو وہ محمد امین آ گئے۔ جو کچھ وہ تصفیہ کریں گے۔ اس کو ہم سب تسلیم کرینگے

Taj Tahir Foundation

چنانچہ آپ کے سامنے یہ قضیہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس طرح سے فیصلہ کیا۔ کہ اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا دی ۔ اور اس کے بیچ میں حجر اسود کو رکھ کر فرمایا۔ کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چادر کا کونہ پکڑ کر اٹھائے۔ اور سب لے چلیں۔ اور جب موقع پر پہنچیں۔ تو سب مجھے اپنا وکیل کریں۔ میں حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ رکھ دوں گا۔ چنانچہ یہ فیصلہ سب نے بخوشی منظور کیا۔ اور اس طرح ایک بڑی خونریزی سے قبیلوں کو نجات مل گئی۔

ریاضت اور بعثت

اس زمانہ میں آپ تنہائی اور گوشہ گزینی کو پسند رکھتے تھے۔ اور غارِ حرا میں جس کا نام جبل نور بھی ہے۔ جا کر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ کبھی کبھی درمیان میں حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے۔ اور تھوڑا سا توشہ لے کر پھر چلے جاتے تھے۔

توشہ میں عموماً میٹھی روٹیاں اور روغن زیتون ہوتا تھا۔ کبھی کبھی حضرت خدیجہؓ بھی ساتھ ہوتیں۔ اور آپ کے ساتھ وہاں قیام فرماتیں۔ اور دونوں خدا کی عبادت اور ریاضت میں مصروف رہتے۔ جو مسافر اس طرف سے نکلتے ان کی تواضع کرتے تھے۔ اور اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے غرض اسی طرح پندرہ سال کی مدت گزری۔ اور چالیسویں

سال آپ پر اول وحی نازل ہوئی۔ یعنی آپ چالیس سال کی عمر میں نبی ہوئے۔ اور آپ نے خدائے ذوالجلال کی وحدانیت کی تبلیغ اور دین ابراہیم کی تکمیل شروع کی ✤

سب سے پہلے جو وحی اتری ہے۔ وہ سورہ علق کی یہ ابتدائی آیتیں تھیں۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

وحی کی صورت یہ ہوتی تھی۔ کہ پہلے انسانی پیکر میں آپ کو جبرئیل نظر آئے۔ انہوں نے آپ سے کہا۔ اقرأ یعنی پڑھو تو آپ نے جواب دیا۔ ما انا بقاری۔ میں تو پڑھا نہیں ہوں تو حضرت جبرئیل نے آپ کو پکڑ کر زور سے دبایا۔ اور پھر وہی لفظ کہا کہ اقرا۔ آپ نے پھر بھی وہی جواب دیا۔ کہ میں پڑھا نہیں ہوں۔ غرض تین دفعہ کے بعد حضرت جبرئیل نے ان آیتوں کو پڑھا۔ اور آپ نے دوہرایا ✤

آپ اس عجیب اور نئے واقعے سے ذرا خوف زدہ ہوئے۔ اور آپ کو لرزہ یعنی تھرتھری معلوم ہونے لگی۔ آپ اسی حالت میں مکان واپس چلے آئے۔ اور حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ اور یہ کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف معلوم ہوتا ہے۔ لرزے کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑا ڈال دینے

Taj Tahir Foundation

کے لئے کہا۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب میں کہا۔ کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آپ غمگیں نہ ہوں۔ خدائے تعالیٰ آپ کو بلا میں نہ ڈالے گا۔ نہ آپ کو رسوا کرے گا۔ بلکہ اس میں کچھ آپ کے لئے بہتری ہوگی۔ اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کی امداد فرماتے ہیں۔ خود کما کر ان کو دیتے ہیں + آپ مہمان نوازی فرماتے ہیں۔ حق کی طرفداری و امانت کرتے ہیں۔ یتیم کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ سچے ہیں۔ امانت دار ہیں۔ درماندوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ فقراء و مساکین کے ساتھ دلجوئی فرماتے ہیں۔ اور سب کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتے ہیں +

حضرت خدیجہؓ کے اس جواب سے آپ کو بڑی تقویت وتشفی اور تسکین ہوئی۔ اور حضرت خدیجہؓ اپنے ایک موحد عیسائی رشتہ دار ورقہ بن نوفل کے پاس آپ کو لے گئیں + ورقہ بن نوفل نے یہ حالات سن کر بشارت دی۔ کہ مبارک ہو۔ آپ کو اے محمدؐ آپ رسول خدا ہیں۔ میں آپ پر ایمان لایا۔ یہ وہی ناموس (جبرئیل) ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جبکہ آپ کی قوم آپ کو تکلیفیں دے گی۔ اور نکالے گی۔ تاکہ میں آپ کی مدد کرتا +

Taj Tahir Foundation

اس کے تھوڑے عرصہ تک بالکل سکون رہا۔ نہ جبرئیل آئے۔ نہ اور کچھ وحی اتری۔ پھر آیت یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ نازل ہوئی۔ گویا اس وقت سے آپ کی بعثت کا آغاز اور سلسلہ وحی کا جاری ہی ہوگیا۔ آپ نے دنیا میں ہدایت کی روشنی پھیلانی شروع کی۔ اور پیغام حق کی تبلیغ و دعوت فرمانے لگے۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ آپ پر ایمان لائیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضےٰؓ ایمان لائے۔ پھر تو روز بروز اسلام پھیلنے لگا۔ اور لوگ اس مذہب حق کے دائرے میں داخل ہونے لگے۔

تین سال تک اسلام کا کام پوشیدہ حالت میں رہا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اظہار کا حکم دیا۔ تب آپ نے سب سے پہلے اپنے خاندان اپنے ملک و قوم میں تبلیغ اسلام کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر دوسری اقوام و ممالک میں تبلیغ کرنے کی طرف التفات شروع کی۔

خواتین۔

اب اور حالات میں آئندہ تقریروں میں بیان کروں گی۔ لیکن ان واقعات سے جو اس وقت بیان کئے ہیں تم کو یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہئے۔ کہ عمدہ اخلاق و عادات دشمنوں کو بھی رام کر لیتے ہیں۔ اور مخالف سے مخالف آدمی بھی سچے

آدمی پر اعتماد رکھتے ہیں۔ پھر تم کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کو علم لدنی حاصل تھا۔ اُن پر جب وحی نازل کی گئی۔ تو سب سے پہلے لفظ "اقرا" سے شروع ہوئی۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہر مسلمان کے لئے پڑھنا کس قدر ضروری فرض ہے۔

حضرت خدیجہؓ کے مختصر حالات سے تم کو یہ کیسی عظیم الشان مثال ملتی ہے۔ کہ ایک اچھی اور نیک بیوی کس طریقے سے شوہر کی دلداری اور تکلیفات میں اس کی تسکین کر سکتی ہے۔ نیز اپنی ذات اپنی دولت اور اپنی ہر دل عزیز و قیمتی چیزوں کو شوہر کی خوشی کے لئے نثار کر دیتی ہے۔

Taj Tahir Foundation

زکوٰۃ
تیسرا رکن

خواتین!

ارکانِ اسلام میں نماز کے بعد تیسرا درجہ زکوٰۃ کا ہے۔ اور جس طرح عبادت بدنی میں نماز کی تاکید ہے۔ اسی طرح مالی عبادت زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں چھتیس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ اور اسی سے اسکی وقعت اور ضرورت اور اس کی تاکید کا اندازہ کرنا چاہیئے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی

زکوٰۃ کے معنے بڑھنے اور پاک ہونے کے ہیں۔ پس جس طرح کہ دل اور جسم عبادت الٰہی سے پاک ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ اور خداوند کریم اس میں برکت دیتا ہے۔ اور وہ بڑھتا رہتا ہے۔

زکوٰۃ سے مال بڑھتا ہے

یہ امر نہایت قابل غور ہے۔ کہ زکوٰۃ کے معنی بڑھنے کے ہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مال دو حصوں پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک وہ جو زکوٰۃ میں ادا کیا گیا۔ دوسرا وہ جو باقی رہا۔ بحکم[1] یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ

اوّل حصہ قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ اور بموجب احادیث بقیہ مال میں برکت ہوتی ہے۔ برکت کے معنی بھی زیادتی کے ہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ جو شخص زکوٰۃ دیتا ہے۔ اس کا مال بڑھتا ہے۔ اگر اس بات پر صرف عقیدہ ہی عقیدہ ہو۔ اور بلا حجت مان لیا جائے۔ تو کوئی حرج و اعتراض نہیں کیونکہ خدا کا وعدہ ہے۔ لَئِنْ[2] شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور اس

---

[1] اللہ سود کو برھاتا ہے اور صدقات کو بُرھاتا ہے۔

[2] اگر تم شکر کرتے رہو گے تو تمہارے (مال کو) بڑھاتا رہوں گا۔

کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ مگر اس کی تہ میں ایک عام فہم حقیقت بھی ہے۔ جس کو آدمی فوراً سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ صدقات کی آیات میں یہ کہہ کر کہ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ یعنی جو کچھ تم اس طرح خیرات خرچ کرتے ہو۔ اُس میں تمہارے ہی نفس کا فائدہ ہے۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ایک جماعت یا شہر یا برادری میں جب ایک بڑا حصہ محتاج نہیں ہوتا۔ تو اول تو وہ جرائم کم ہوتے جائیں۔ جو افلاس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی افلاس کو "ام الجرائم" کہتے ہیں۔

دوسرے کاروبار لین دین اور تجارت میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اور جس قدر آدمی خوشحال ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں پر بار نہیں ہوتے۔

پس دراصل زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے محتاجین کو احتیاج سے چھڑا کر اس قابل کر دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی روٹی آپ کما لیں۔ اور امراء سے لے کر غرباء کو اسی لئے دیا جاتا ہے۔ کہ ان کی مصیبت رفع ہو جائے۔

وہی تاجر دولت کو بڑھتا ہوا پائے گا۔ جس سے سودا خریدنے والے خوش حال ہوں۔ اور یہی بات ہر ایک انسانی صنعت و حرفت اور پیشہ کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔

Taj Tahir Foundation

زکوۃ کے فوائد

اگر تم تھوڑی دیر کو غور کرو۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ قانون کہ جو لوگ صاحب نصاب ہوں۔ ان پر لازم ہے۔ کہ وہ اپنے غریب عزیزوں اور قابل امداد دوستوں اور عام مسلمانوں کے لئے اپنی دولت میں سے ایک بہت ہی قلیل رقم ہمیشہ نکالتے رہیں۔ کس قدر قوم اور ملت اور انسانی بھلائیوں اور رفاہ عام کے کاموں کے لئے ضروری و نفع بخش ہے۔ اور کس طرح غریبوں کے لئے خیر عظیم کا سلسلہ جاریہ ہے۔ اور غربا کی امداد اور صاحب احتیاج لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا کیا افضل اور اعلیٰ طریقہ ہے ؎

نماز اگرچہ عبادات میں سب سے مقدم ہے۔ اور اس میں بہت سے فوائد ہیں۔ لیکن زیادہ تر اس کا فائدہ اپنی ہی ذات کے لئے ہے۔ اور اس سے صرف اپنے ہی نفس میں پاکی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن زکوٰۃ ایسی چیز ہے۔ کہ اس کا فائدہ جس طرح اپنے لئے ہے۔ اسی طرح دوسرے کے لئے بھی ہے۔ اپنے آپ کو ثواب عقبیٰ حاصل ہوتا ہے۔ اور دُنیا میں مال میں برکت و زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور اس زکوٰۃ سے دوسرے شخص کی مشکلوں اور مصیبتوں میں کمی ہو جاتی ہے ؎

اگرچہ قرآن مجید میں غریبوں اور حاجتمندوں کی امداد اور صدقات کی جا بجا ترغیب دی گئی ہے۔ اور وہ لوگ جو خداوند

کریم کی راہ میں کسی مسکین کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یا کسی قیدی کی ہمدردی کرتے ہیں۔ یا اس کی راہ میں کچھ خرچ کرتے ہیں۔ ان کو پرہیزگار کہا ہے۔ اور ان کو اجر کا امیدوار کیا ہے۔ اور وعدہ کیا ہے۔ کہ نہ تو قیامت کے دن ان پر کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے لیکن یہ ایک اختیاری فعل ہے۔ مگر زکوٰۃ ایک حکم ہے۔ اور ایسا حکم ہے۔ کہ جس کے بجا نہ لانے پر سخت وعید ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی شفاعت سے انکار فرمایا ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔

زکوٰۃ ایک مالی امتحان ہے

جس طرح نماز ایک قسم کا مالی امتحان ہے۔ کہ وقت معینہ پر انسان تمام مصروفیتوں اور کاموں کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع ہو جائے۔ اور اس کی تقدیس بجا لائے۔ اپنی عبدیت کا اظہار کرے۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک مالی امتحان ہے۔ کہ بندہ اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی راہ میں کس طرح اپنے مال کو خرچ کرتا ہے۔

زکوٰۃ کا پہلا راز

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ:۔ "زکوٰۃ کے فرض کرنے میں یہ مصلحت بھی ہے۔ کہ بندوں کو خدا کی محبت کا حکم ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں جو خدا کے ساتھ محبت کا دعوے نہ کرتا ہو۔ بلکہ مسلمان

پر تو یہ پہلا فرض ہے۔ کہ کسی چیز کو حق تعالیٰ سے زیادہ دوست اور عزیز نہ رکھے۔ غرض کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جو یہ دعویٰ نہ کرتا ہو۔ کہ میں خدا کو سب چیزوں سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ لیکن اس دعوے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ مال کو آدمی بہت عزیز رکھتا ہے۔ اس لئے اُسے صرف کرانے سے خدا نے اپنی محبت کی آزمائش کی ہے+ اس مالی امتحان میں پورے اترنے والوں کے بھی مختلف درجے ہیں آخری درجہ ان کا ہے۔ جو اپنی دولت میں سے فی صدی ڈھائی روپیہ سالانہ کے حساب سے راہ خدا میں دیتے ہیں +

زکوٰۃ کا دوسرا راز

دوسری مصلحت اس میں یہ ہے کہ بُخل کی نجاست سے دل پاک ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح ظاہری نجاست نماز کے قریب جانے میں مانع ہے۔ اسی طرح بخل کی نجاست دل کو خداوندِ صمد واحد کے قُرب کے قابل نہیں رکھتی۔ اور جس طرح پانی نجاست کو دھو دیتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ بُخل کی نجاست سے دل کو پاک کرتی ہے +

زکوٰۃ کا تیسرا راز

تیسری مصلحت یہ ہے۔ کہ اس طرح خداوند کریم کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ کہ جب آدمی اپنے آپ کو مال و دولت کی بدولت

مستغنی پاتا ہے۔ اور دوسرے مسلمان بھائی کو درماندہ اور محتاج دیکھتا ہے۔ تو وہ اپنے دل میں یہ بات سوچتا ہے۔ کہ یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے مجھے اس سے بے پروا کیا ہے۔ اور اسے میرا حاجتمند بنایا۔ تو میں اس کے ساتھ مہربانی اور مدارات کروں۔ مبادا یہ میرا امتحان ہو۔ اور اگر میں اس میں تقصیر کروں۔ تو ایسا نہ ہو کہ خدا مجھے بھی ویسا ہی کردے"۔

امتحان کا نتیجہ

غور کرنے کی بات ہے۔ کہ اس امتحان میں کامیاب ہونے سے خود بخود کیسے اعلیٰ اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور کیسے عمدہ طریقے سے خدا کی اُن نعمتوں کا جو محض اُسی کی مرضی سے ہمیں نصیب ہوتی ہیں شکر ادا ہو جاتا ہے۔ اور کیسے باضابطہ اور با اصول طریقے سے غریبوں کی امداد ہو جاتی ہے۔

ہر عبادت میں ایک فرحت ہے

خواتین! نماز پڑھنے کے بعد انسان کے قلب کو ایک خاص قسم کی فرحت محسوس ہوتی ہے۔ اور اس کا یقیناً تم سب کو تجربہ ہوگا۔ ایسے ہی تم کو یہ تجربہ بھی ہوا ہوگا۔ کہ جب خلوص نیّت کے ساتھ محض خدا واسطے کسی غریب کی تم کی ایک کنکری سے بھی مدد کی ہوگی۔ تو اس

وقت دل کو ایک عجیب خوشی حاصل ہوئی ہوگی۔ فرحت اور خوشی وہ چیز ہے۔ کہ جس کے لئے انسان مال و دولت ہی صرف نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اپنی جان تک کو بھی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اور جو کچھ بھی اس کے امکان میں ہوتا ہے۔ اس کے کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

زکوٰۃ کی فرحت دائمی

پس صلوٰۃ و زکوٰۃ میں تو وہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا تعلق نہ صرف دنیا کی فانی زندگی سے ہے۔ بلکہ اس آخری و ابدی زندگی سے بھی ہے۔ جو اس جہاں کے بعد دوسرے جہان میں شروع ہوگی۔ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔

خواتین!

اگر ابدی خوشی کی تفصیل کی جائے۔ تو ہزاروں دفتر لکھ دینے اور بیان کر دینے پر بھی ان کا تمام وکمال بیان نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کو اگر مختصر کیا جائے۔ تو صرف لفظ جنّت و رضائے الٰہی میں وہ تمام تفصیل آجاتی ہے۔ کیونکہ جنت ہی وہ جگہ ہوگی جہاں ہم کو ہر قسم کی خوشیاں نصیب ہوں گی۔ اور کبھی رنج و غم ہمارے پاس نہ پھٹکے گا۔ اور رضائے الٰہی ہی وہ چیز ہے۔ جس کی وجہ سے ہم کو ہر قسم کی راحت میسر آسکتی ہے۔

Taj Tahir Foundation

قرآن مجید میں خدا

اللہ کے وعدے اور نماز و زکوٰۃ کا اجر و ثواب

نے بندوں سے وعدہ کیا ہے کہ:-

اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ۔

(اے اہل کتاب) اگر تم نماز پڑھتے رہو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور میرے (سب) پیغمبروں پر ایمان لاؤ۔ اور ان کی مدد کرو۔ اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔ تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور بے شک میں تمہارے گناہ تم سے دور کردوں گا۔ اور ضرور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کردوں گا۔ جن کے درختوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔

اسی طرح اور بھی بکثرت آیات ہیں۔ جن میں زکوٰۃ کے اجر اور ثواب کا ذکر ہے۔ لیکن یہاں چند آیتوں پر اکتفا کرتی ہوں۔ سورہ بقر میں حکم ہے کہ:-

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ۔

اور نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور یقین کرو۔ کہ جو نیکی تم اپنے لئے مرنے سے پہلے کرو گے۔ اس کا ثواب تم اللہ کے ہاں پاؤ گے۔

پھر دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:-

وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ○	اور نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والے یہی لوگ ہیں۔ جن کو ہم بڑا (اچھا) بدلہ دیں گے *

پھر سورہ اعراف میں اپنی وسیع رحمت کا اس طرح وعدہ فرمایا ہے:-

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ○	اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے پس عنقریب میں اس کو ان لوگوں کے لیے مقرر کر دوں گا۔ جو پرہیزگار ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لایا کرتے ہیں

اسی طرح سورہ توبہ میں اپنی رحمت کا امیدوار کیا ہے:-

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ *	اور جو نماز پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ ان پر مہربانی کریگا *

سورہ مومنون میں ان شخصوں کو کامیاب بتایا ہے۔ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں *

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝

بیشک کامیاب ہوں گے وہ ایماندار جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ اور وہ جو بیہودہ باتوں سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اور وہ جو زکوٰۃ کے ادا کرنے والے ہیں ؛

تو خواتین! بتاؤ کہ کون شخص ہے۔ جو بنی نوع انسان کی ہمدردی۔ اپنے اقرباء کی امداد۔ اور دل ریش اور مصیبت زدہ یتیموں کی مدد۔ مسکینوں اور مسافروں کی ہمدردی۔ اور غلاموں کی آزادی میں اپنی کثیر دولت سے ایک خفیف حصّہ صرف کر کے خدا کی وسیع رحمت۔ اس کی مہربانی اور دین و دنیا کی کامیابیوں کے حاصل کرنے کا خواہشمند نہ ہوگا ؛

زکوٰۃ انسانی ہمدردی ہے

زکوٰۃ دراصل ایک ایسا حکم ہے۔ جس کا مقصود انسانوں کے ساتھ ہمدردی کرنا ہے۔ اور چونکہ خداوند کریم نے انسان میں جتنی صفتیں پیدا کی ہیں۔ ان میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کی صفت کو بہت پسند فرمایا ہے۔ اور وہ کبھی اس شخص پر رحم نہیں کرتا۔ جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اور چونکہ زکوٰۃ ہمدردی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ تو جس طرح اس نے انبیاء سابقین کی اُمتوں پر اپنی اَور عبادت فرض کی۔

Taj Tahir Foundation

اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض کی۔ چنانچہ سورہ مریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زبان سے ارشاد ہے:۔

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا	اللہ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں۔

اسی طرح اسی سورۃ میں جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ وہاں ان کی تعریف یوں کی گئی ہے:۔

وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا	اور (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) اپنے کنبے کو نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (دینے) کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نماز اور زکوٰۃ کے ہمیشہ ایسے احکام رہے ہیں۔ جن کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے کی سخت وعید

جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ ان کی نسبت قرآن مجید میں جو سخت وعید ہے۔ اُسے اگر ذرا بھی غور سے دیکھا جائے تو انسان کے جسم اور دل و دماغ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ	اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ تو (اے پیغمبر) ان کو روز

Taj Tahir Foundation

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

قیامت کے عذاب دردناک کی خوشخبری سنادو۔ جبکہ اس سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں (رکھ کر) تپایا جائیگا۔ پھر اس سے ان کے ماتھے اور ان کی کروٹیں اور اُن کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کیا تھا۔ تو آج اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو۔

اسی طرح ایک حدیث کا مضمون ہے۔ کہ "جو شخص سونا چاندی رکھتا ہے۔ اور زکوٰۃ نہیں دیتا۔ قیامت کے دن اسی سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ اور وہ دوزخ کی آگ میں گرم کی جائیں گی۔ اور ان تختیوں سے ان کے پہلو۔ پیشانی پیٹھ داغ دیئے جائیں گے۔ اور جب ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ تو پھر گرم کئے جائیں گے۔ اور پھر داغے جائیں گے۔ غرض کہ یہ عذاب پچاس ہزار برس تک رہے گا۔ جب تک کہ ان کے لئے بہشت یا دوزخ میں جانے کا فیصلہ نہ ہو جائے گا"۔

عورتیں زکوٰۃ کی طرف توجہ کریں

خواتین! کیا ان عذابوں سے

کوئی اور عذاب بھی دردناک ہو سکتا ہے۔ اور کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے۔ کہ مسلمان محض ذرا سے مال کی خاطر اپنے آپ کو قیامت کے دن اس عذاب کا مستوجب بنالیں خصوصاً خواتین کو اس طرف بہت زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ قابل زکوٰۃ چیزوں میں سے سونے چاندی اور گوٹے وغیرہ کا زیادہ تر استعمال عورتیں ہی کرتی ہیں؂

غیر مزکی زیور باعث ہلاکت ہے

یہ ایک صحیح روایت ہے کہ دو عورتیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ جن کے ہاتھوں میں سونے کے دو کڑے تھے۔ آپ نے اُن سے دریافت کیا۔ کہ تم اس کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو۔ یا نہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ہم تو زکوٰۃ نہیں دیتیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ کہ تم کو اللہ تعالےٰ آگ کے دو کڑے پہنائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم ان کی زکوٰۃ دو؂

ایسی ہی ایک روایت ام سلمہؓ سے ہے۔ حضرت ام سلمہ نے کہا۔ کہ میں ایک سونے کا زیور استعمال کرتی تھی۔ میں نے آں حضرت سے دریافت کیا۔ کہ کیا یہ وہ کنز (خزانہ) ہے جس پر قرآن میں وعید شدید آئی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں اگر

Taj Tahir Foundation

اس قدر ہو۔ کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے۔ اور زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو۔ تو وہ کنز موجب وعید نہیں ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو عورتیں بغیر زکوٰۃ ادا کئے ہوئے زیور پہنتی ہیں۔ وہ دراصل سونے اور چاندی کا زیور نہیں ہوتا۔ بلکہ آگ کا زیور ہوتا ہے۔ اور اگرچہ وہ ظاہر میں ان کے تفاخر اور خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن اصل میں وہ عذاب الیم کا ذریعہ بنتا ہے۔

ادائے زکوٰۃ میں عجلت ضروری ہے

ادائے زکوٰۃ میں

یہ التزام بھی ضرور رکھنا چاہئے۔ کہ وقت معین پر زکوٰۃ ادا کر دی جایا کرے۔ اور ادا کرنے میں جس قدر جلدی ممکن ہو۔ کی جائے کیونکہ کسی کو یہ نہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کیا اتفاقات پیش آنے والے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ ان اتفاقات کے پیش آنے سے وہ واجب زکوٰۃ ادا نہ کر سکے۔ اور مواخذہ حشر اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔

زکوٰۃ کا وقت

زکوٰۃ ادا

اگر وقت وجوب زکوٰۃ پر کسی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی ہے۔ تو اکٹھی زکوٰۃ دینے کا ایسا مہینہ اور وقت بہتر ہے۔ جس میں کوئی خاص فضیلت ہو۔ اور ان دنوں میں معمولی دنوں کے مقابلہ میں

مسلمانوں کو بھی زیادہ ضرورت ہو۔ اور اس سے مدد ملے۔ مثلاً محرم یا رمضان المبارک یا ذی الحجہ میں ادا کی جائے۔ محرم سنہ ہجری کا شروع مہینہ ہے۔ رمضان کی جو فضیلت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اسی مہینے میں قرآن نازل ہوا ہے۔ اور اسی مہینے میں شب قدر ہے۔ اور اس مہینے میں معمولی مہینوں سے کچھ زیادہ ہی مسلمانوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ذی الحجہ میں دی جائے۔ تو بہتر یہی ہے۔ کہ اوّل کے دس روز میں دے اور اگر رمضان میں دی جائے۔ تو آخری دنوں میں دی جائے۔

زکوٰۃ کس کو دی جائے

زکوٰۃ اس شخص کو دی جائے جو مسلمان ہو۔ لیکن بنی ہاشم یعنی عباسی[1] و علوی[2] و سید نہ ہو۔ خود صاحب نصاب نہ ہو۔ نہ ایک شخص کو اس قدر زکوٰۃ دینا درست ہے۔ کہ اس کی وجہ سے وہ خود صاحب نصاب ہو جائے۔ یعنی خود اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے۔ بلکہ اتنی زکوٰۃ دینا مکروہ ہے۔ اپنے حقیقی باپ۔ دادا۔ پردادا۔ دادی۔ پردادی۔ ماں۔ اور ماں کے ماں باپ

[1] حضرت عباسؓ یعنی آنحضرت صلعم کے چچا کی اولاد۔

[2] حضرت علیؓ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہؓ سے نہ ہو۔

Taj Tahir Foundation

وغیرہ کو اور اپنے بیٹے۔ پوتے۔ پروتے۔ بیٹی اور نواسی۔ نواسے وغیرہ کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

شوہر اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ لیکن حضرت امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بیوی شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ ان کے سوا اپنے اور رشتے داروں کو جو غریب اور مستحق زکوٰۃ ہوں۔ مثلاً بہن۔ بھائی۔ بہو۔ داماد کو یا اس کی اولاد کو جو زکوٰۃ دینے والی کی بیٹی سے نہ ہو۔ زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ اسی حکم میں سسرالی رشتے دار بھی شامل ہیں۔

پہلے از روئے ترتیب چچا اور پھوپھی۔ پھر ماموں۔ خالہ پھر ان کی اولاد کو پھر ہمسایوں کو پھر ہم وطنوں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے۔ اگر جان بوجھ کر ایسے شخص کو جس کا تعلق اپنی ذات سے ہے۔ اور وہ مستحق نہیں ہے۔ زکوٰۃ دی جائے۔ تو وہ ادا نہ ہوگی۔ بلکہ دوبارہ دینی پڑے گی۔

خاندان کی بیواؤں۔ یتیموں اور معذوروں کو بشرطیکہ ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہو۔ زکوٰۃ دینا دوسروں سے افضل ہے لیکن چونکہ ان کے دینے میں اکثر یہ امر مانع آتا ہے۔ کہ اعزائے قریب پر اگر یہ ظاہر کر دیا جائے۔ کہ وہ رقم زکوٰۃ دے رہے ہیں۔ تو وہ از راہِ غیرت و حمیت لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کہ ان کو یہ

ظاہر کر کے دی جائے۔ کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے۔ بلکہ کسی حیلہ سے ان کو دے دی جائے۔ اور دل میں یہ نیت رکھی جائے۔ کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے + زکوٰۃ دیتے وقت اس بات کا اطمینان کر لیا جائے۔ کہ جس کو دی جائے۔ اس کو زکوٰۃ دینا درست بھی ہے۔ یا نہیں + تعمیر مسجد یا کفن میت یا میت کے قرض ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ درست نہیں ہے ◆

بہرحال جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی چاہیے۔ اس کی تفصیل کلام مجید کی اس آیت میں صاف موجود ہے ◆

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

خیرات کا (مال) تو بس فقیروں کا حق اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو (مال) خیرات (کے وصول کرنے) پر تعینات ہیں۔ اور ان لوگوں کا جن کے دلوں کو محبت اسلام پر ثابت رکھنا منظور ہے (ان مصارف میں مال خیرات یعنی زکوٰۃ کو خرچ کیا جائے) اور (نیز قید غلامی سے غلاموں کی گردنیں (چھڑانے) میں اور قرضداروں (کے قرضے) میں اور (نیز) خدا کی راہ (یعنی مجاہدین کے ساز و سامان) میں اور مسافروں (کے زاد راہ) میں (یہ

Taj Tahir Foundation

مخلوق، اللہ کے ٹھیرائے ہوئے (ہیں)، اور اللہ جاننے والا اور صاحب تدبیر ہے

اگرچہ اس آیت کی رُو سے وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں۔ جن کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا چاہئے۔ لیکن اس وقت اور اس زمانے اور اس ملک میں نہ عاملین زکوٰۃ موجود ہیں۔ اور نہ قید غلامی سے غلاموں کے چھڑانے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس کا مصرف فقط فقراء مساکین اور ان لوگوں پر جن کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب رکھنا منظور ہے۔ اور قرض داروں کے قرضہ میں اور مسافروں کے زاد راہ میں ہی ہو سکتا ہے۔

مَیں نے اوپر جن اعزہ اور اقربا کو زکوٰۃ دیئے جانے کا ذکر کیا ہے۔ ان میں بھی اس بات کا دیکھنا سب سے مقدم کہ وہ فقیر و مسکین کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں۔

فقیر کی تعریف

فقیر کی تعریف یہ ہے۔ کہ اس کے پاس اتنا تھوڑا مال ہو۔ کہ اس کی حاجتیں پوری نہ ہو سکیں۔ مثلاً زر نقد یا سونا چاندی کی قسم سے قدر نصاب سے کم ہو۔ اور وہ بھی اس کی حاجتوں کو کافی نہ ہو۔ یا اَور قسم کا مال خواہ قدر نصاب سے زائد ہو۔ مگر ایسا ضروری ہو کہ اس کو بیچ نہیں سکتا۔ ایسا شخص اگرچہ حاجتمند ہوتا ہے

مگر سوال کرنا اس کو جائز نہیں۔ اس لئے کہ جس کے پاس ایک دن کی خوراک اور بدن ڈھک لینے کا کپڑا ہو۔ اس کو سوال کرنا ناجائز ہے۔ مگر ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ مثلاً اگر کسی عالم کے پاس کتابیں مقدار نصاب سے زائد قیمت کی ہوں۔ اور وہ پڑھنے پڑھانے میں ان کتابوں کا محتاج ہو۔ تو باوجود ان کتابوں کے وہ فقیر ہے۔ اور زکوٰۃ لینا اُس کو جائز ہے۔

اسی طرح پیشہ ور اپنے پیشہ کے ضروری آلات اور کاشتکار اپنی کاشت کے جانور اگرچہ قدر نصاب سے زائد رکھتے ہوں۔ تب بھی وہ فقیر کے حکم میں ہیں۔ اور زکوٰۃ لینا ان کو جائز ہے۔

مسکین کون ہے

مسکین وہ ہے۔ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور اس کو اپنے کھانے یا بدن ڈھکنے کے لائق کپڑے کے لئے سوال کرنا جائز ہو۔

امام شافعیؒ کے نزدیک فقیر و مسکین کے معنی اس کے برعکس ہیں۔ یعنی وہ پہلی حالت والے کو مسکین اور دوسری حالت والے فقیر کہتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک فقیر و مسکین دونوں ایک ہی معنوں میں مستعمل ہیں۔ ان کے نزدیک ہر حاجت مند پر جس کو زکوٰۃ لینا جائز ہو۔ فقیر اور مسکین دونوں کا استعمال ہوتا

Taj Tahir Foundation

ہے۔ خواہ اس کو سوال جائز ہو یا نہ ہو؛

مولفۃ القلوب کی تعریف

مؤلفۃ القلوب وہ لوگ ہیں۔ جن کو اسلام کی طرف تالیف قلب کرکے (یعنی ان کے دلوں کو پرچاکر) لایا جاتا ہے۔ یہ بے شک اس وقت موجود ہیں۔ اور زکوٰۃ کے اس مصرف کی سخت ضرورت ہے؛ میں پہلے مؤلفۃ القلوب کی حقیقت بیان کرکے اس ضرورت کو ثابت کروں گی؛ مؤلفۃ القلوب زمانہ نبوت میں وہ لوگ تھے۔ جن کی کسی مصلحت کی وجہ سے تالیف کی جاتی تھی۔ اور مال صدقہ اور غنیمت میں سے بغرض مصلحت ان کو دیا جاتا تھا؛ کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کافروں کو بھی مال دیا ہے۔ کہ وہ اس کے لالچ میں مسلمانوں سے میل جول رکھیں۔ اور اس صورت میں شاید خوبی اسلام سے واقف ہو کر مسلمان ہو جائیں؛ بعض کافروں کو اس مصلحت سے بھی مال دیا گیا ہے۔ کہ ان کا شر دفع ہو جائے۔ بعض لوگ مسلمان تو ہو جاتے تھے۔ مگر ان کے دل میں اسلام کا اعتقاد ضعیف ہوتا تھا۔ ان کو بھی بغرض تالیف قلب مال دیا جاتا تھا۔ کہ رفتہ رفتہ وہ پکے مسلمان ہو جائیں؛

آجکل کا ضروری مصرف زکوٰۃ

آج بھی یورپ اور نیز ہندوستان میں

Taj Tahir Foundation

جس قدر تبلیغ مذاہب کے مشن قائم ہیں۔ ان کو اگر دیکھا جائے۔ تو وہ مسلمانوں کے اسی اصول کے اوپر قائم ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے اشاعت اسلام کے سب سے ضروری مصرف کی طرف سے قطع نظر کر لی ہے۔ اور سمجھ لیا ہے۔ کہ یہ مصرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں ختم ہو گیا۔

بعینہ جو مصرف اشاعت اسلام کے ابتدائی زمانے میں تھا۔ اور جس طریقہ سے اس میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف ہوتا تھا۔ وہی مصرف آج بھی مسلمانوں میں موجود ہے۔ اور خصوصاً قابل تعریف مسلمانوں کا جو گروہ کہ انگلستان میں بیٹھ کر کام کر رہا ہے اس کا حق ہے۔ کہ وہ ایسے روپے سے مدد حاصل کرے۔ کیونکہ اسلامی مشن کو پہلی ضرورت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ غیر مذہب کے لوگوں کے لئے ایسا انتظام کریں۔ کہ وہ ان کے پاس آکر بیٹھیں۔ ٹھیریں۔ ان کی خاطر کی جائے۔ اور ان پر اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ اس کے بعد جو مسلمان ہوں۔ اور جب تک کہ وہ اتنے پختہ عقائد کے ہو جائیں۔ کہ کوئی تکلیف ان کو متزلزل نہ کر سکے۔ اس وقت تک ان کے کسب معاش کے لئے کچھ انتظام کیا جائے۔ اسی طریقہ سے ہندوستان میں بھی جا بجا ایسی انجمنیں اور جماعتیں قائم ہو سکتی ہیں۔

Taj Tahir Foundation

اکثر سنا گیا ہے کہ بہت سے نومسلم محض اس وجہ سے پھر مرتد ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ ابتدائی تکلیفوں کا تحمل نہیں کر سکتے۔ اور مسلمان ان کے لئے کوئی انتظام نہیں کرتے۔ حالانکہ دوسری قومیں اور دوسرے مذہب والے ان کی معاش حاصل کرنے کے ذرائع پیدا کرتے ہیں۔ اور ان کو مدد دیتے ہیں۔ ایسے نو مسلموں کو زکوٰۃ دینا تقویت اسلام کا موجب ہے ✦

قرضدار اور غارمین

غارمین سے وہ قرضدار مراد ہیں۔ جن کے پاس کوئی مال اُس قرضہ سے زائد نہ ہو۔ اور اس قرضے کے ادا کرنے سے عاجز ہوں بعض فقہا نے یہ قید لگائی ہے۔ کہ صدقہ کے مال میں سے ان قرضداروں کو دینا چاہئے۔ جنہوں نے فضول خرچی سے یا بُرے کاموں کے لئے قرض نہ لیا ہو۔ لیکن اس قول کو ترجیح ہے۔ کہ اگر ایسے لوگ معصیت۔ گناہ۔ یا فضول خرچی سے توبہ کر لیں تو ان کو دینا جائز ہے۔ خصوصاً ایسے قرضدار جن کو در اصل وہ قرضہ بطور تاوان کے دینا پڑا ہو۔ زیادہ مستحق ہیں ✦

فی سبیل اللہ کی تعریف

فی سبیل اللہ زکوٰۃ کا ایک بڑا وسیع مصرف ہے۔ اس وسیع مصرف میں اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے لئے جس مد میں خرچ کرنا سب سے زیادہ ضروری ہو۔ اسی میں پابندی

قواعد شرعیہ خرچ کرنا چاہیے۔

مفلسی بڑی ذلت ہے

دنیا میں عام طور سے بھیک مانگنے اور سوال کرنے کو سب سے بڑی ذلت سمجھا گیا ہے۔ اور آں حضرت صلعم نے سوال کو جس میں ذلت اور مسکنت شامل ہو۔ دونوں جہاں کی روسیاہی سے تعبیر کیا ہے۔ ایک حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ "آدمی ہمیشہ مانگتا پھرتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے روز آئے گا۔ ایسی حالت میں کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا نہ ہوگا۔ اور سورج قیامت کے دن قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔" یعنی جس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔ اس کو سورج کی گرمی بہت زیادہ محسوس ہوگی۔

اب اس حالت کو دیکھو۔ کہ سب سے زیادہ گداگری کی ذلت میں مسلمان ہی تباہ ہیں۔ اور اتنے مبتلا ہیں۔ کہ بہت سی جگہ بچوں کو بطور پیشے کے گداگری سکھائی جاتی ہے۔ سخت افسوس ہے۔ کہ جہاں مسلمانوں کی اور خوبیاں زائل ہو گئی ہیں۔ وہاں یہ غیرت و حمیت بھی جاتی رہی ہے۔ چونکہ بھیک مانگنا فی نفسہ نہایت سخت ذلت کا باعث ہے۔ اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد اور کل

Taj Tahir Foundation

اولادِ ہاشم پر زکوٰۃ و صدقہ حرام کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام بچپن کے زمانہ میں آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت صدقہ کے کچھ خرمے آئے تھے۔ تو انہوں نے ایک خرمہ اٹھا کر منہ میں رکھنا چاہا۔ آپ نے ان کو منع کیا۔ کہ "نہیں نہیں یہ تمہارے لئے حرام ہے"۔ مگر آج وہی لوگ اپنے آپ کو آلِ ہاشم کہتے ہیں۔ اور اپنے لئے اس نسبت کو فخر کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اور حقیقتاً فخر کا باعث ہے۔ وہی اپنے آپ کو سب سے زیادہ ایسے صدقات کا مستحق سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ احسان اور ہدیے کے طور پر بھی ان کو کچھ نہ دیا جائے۔ جو صدقہ ان کے لئے ممنوع ہے۔ وہ زکوٰۃ۔ صدقہ۔ فطرہ اور کفارہ ہے۔ اور صدقہ نفل اس قسم کا صدقہ ہے۔ جس کی بنیاد ہی ہمدردی اور حاجت مندوں کی حاجت روائی پر ہے۔ اس لئے وہ احتیاج کی صورت میں اس کے مستحق ہیں۔

زکوٰۃ کا ایک اور مصرف

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ایک اور شکل یہ بھی ہے۔ کہ اس قسم کے مسلمانوں کے لئے ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ وہ اپنی روزی آپ کمانے کے قابل ہو سکیں۔ یتیم خانے بنائے جائیں۔ جن میں یتیم بچوں کی پرورش ہو

اور وہ جب اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوں۔ تو ان میں اتنی استعداد اور قابلیت آجائے۔ کہ وہ اپنی روزی خود پیدا کر سکیں ؂

زکوٰۃ کا تیسرا ضروری مصرف

تعلیم کی جو مشکلات ہیں۔ اور جس طریقہ سے کہ مسلمانوں کے بچے جاہل رہ جاتے ہیں۔ وہ ایک بڑی دردناک داستان ہے۔ وہ ہر طرف مدد کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں لیکن ان کو مدد نہیں ملتی۔ اور بالآخر مجبور رہ کر وہ تعلیم چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر زکوٰۃ کی مد سے ان کے وظائف ہی مقرر کئے جائیں۔ ان کو کتابوں کی امداد دی جائے۔ ان کی فیس ادا کی جائے۔ ان کے لئے ایسے مدرسے جاری کئے جائیں۔ جن میں انکو آسانی کے ساتھ ارزان تعلیم ملے۔ تو یہ بھی خدا کی راہ میں ہی ایک مصرف ہے + یہ مصرفِ زکوٰۃ اس وقت جائز ہوگا جب کہ اس تعلیم میں تعلیم دینیات کا کم از کم اتنا حصہ شامل ہو۔ جس سے عقائد و ارکان و ضروریات مذہب پر عبور ہو جائے ؂

زکوٰۃ کا بڑا مقصد جو قرار دیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ فقراء اور غربا کو مدد پہنچے۔ اور غنی اور دولت مند، جو خدا کے فضل ہی سے غذا اور دولت حاصل کرتے ہیں، وہ اسی

کی راہ میں اس کے غریب بندوں پر صرف کریں۔ جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے:-

تُوخَذُ مِنْ اَغْنِیَآ ئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ ۔ | ان کے مال داروں سے لیا جائیگا۔ اور ان کے فقیروں کو دیا جائے گا۔

زکوٰۃ کی نیّت

چونکہ اسلام نے اعمال کا دارومدار نیّت پر رکھا ہے۔ اس لئے زکوٰۃ میں بھی نیّت کا ہونا ضروری شرط ہے۔ لیکن اس میں اتنی وسعت ہے کہ جس وقت رقم زکوٰۃ اصل مال سے جدا کی جائے۔ اس وقت نیّت کر لی جائے۔ ایسی صورت میں اگر دیتے وقت نیّت نہ بھی کی جائے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن بغیر نیّت زکوٰۃ کے اگر کوئی زکوٰۃ دی جائے گی۔ تو وہ چیز زکوٰۃ کے حکم میں داخل نہ ہوگی۔

ایک ضروری مسئلہ

اگر کسی دوسرے شخص کو زکوٰۃ کا روپیہ مستحقین کے دینے کے لئے دیا جائے۔ تو اُسے اختیار ہے۔ کہ وہ خود کسی مستحق کو دے۔ یا کسی دوسرے شخص کی معرفت ادا کرائے۔ اس کو یہ بھی جائز ہے۔ کہ وہ اپنے مستحق ماں باپ یا اور دیگر اعزہ کو دیدے۔ جس شخص کو روپیہ یا کوئی چیز دی جائے۔ تو اسے خود اُس چیز کا لینا درست نہیں ہے۔ اگرچہ مستحق ہی کیوں نہ ہو۔

ہاں اگر دینے والا اسے اجازت دیدے۔ کہ وہ جس کو چاہے دے۔ یا جس کام میں چاہے۔ صرف کرے۔ یعنی ایسے الفاظ میں سپرد کردے۔ جو اس کو خود مختار کرتے ہیں۔ تو اپنے اوپر صرف کرنا درست ہے ۔ اس بات کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ کہ زکوٰۃ کس کی جانب سے دی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کے لئے بہتر یہ ہے۔ کہ جہاں کا مال ہو۔ اسی جگہ صرف کیا جائے کیونکہ اسی مقام کے لوگ جو قریب تر ہوتے ہیں۔ امداد کے زیادہ مستحق ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ "جس بستی کے تونگروں سے زکوٰۃ لی جائے۔ وہیں کے فقرأ کو تقسیم کردی جائے"۔

زکوٰۃ کے اقسام و شرائط کا یاد رکھنا ضروری ہے

خواتین!

ہر مسلمان کو جس طرح نماز کے فرائض و ارکان یاد رکھنے ضروری ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کے شرائط و اقسام کا بھی یاد رکھنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ان باتوں کے جانتے کے اچھی طرح اور باقاعدہ طور پر یہ فرض ادا نہیں ہو سکتا۔ میں نے اپنی اس تقریر میں تمام اصولی باتیں بیان کی ہیں۔ جن کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ اور فضول تفصیل کو بیان نہیں کیا ہے۔ کتب مسائل میں سب موجود ہیں۔

جنس نقد کی زکوٰۃ

البتہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے۔ کہ سونا۔ چاندی یا روپے اشرفی وغیرہ کو ملک میں آئے ہوئے پورا ایک سال گذر جائے۔ اور تعداد مقدار بھی نصاب کے مطابق ہو۔ تو گویا جس وقت کہ نصاب پورا ہو جائے۔ اور ایک سال پورا گذر جائے۔ اس وقت سے زکوٰۃ فرض ہو گی۔

جانوروں کی زکوٰۃ

اسی طرح چوپایہ جانوروں میں بھی نصاب اور مدت گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ بکریوں میں چالیس راس کا۔ بھینس گائے۔ بیل میں تیس راس کا۔ اونٹوں میں پانچ راس کا نصاب ہے۔ لیکن جانوروں کے نصاب کے فرض ہونے میں یہ ضروری ہے۔ کہ وہ گھر میں نہ پلتے ہوں۔ بلکہ چھ مہینے سے زائد جنگل میں چرتے ہوں۔

کھیتی کی زکوٰۃ

کھیتی میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اس کو "عُشر" کہتے ہیں۔ اس کے لئے سال گزرنا شرط نہیں۔ اور اس کا کوئی نصاب بھی مقرر نہیں ہے۔ بلکہ پیداوار کا دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ بشرطیکہ اس میں جو کچھ پیدا ہوا۔ وہ بارش۔ تالاب یا نہر کے پانی یا زمین کی تری سے ہو۔ لیکن جس کھیتی کی کنوئیں سے آبپاشی کی جاتی ہو۔ اس میں بیسواں

حصہ قرار دیا گیا ہے۔ شہد میں دسواں حصہ ہے۔ کھجور۔ منقے۔ اور دیگر پھلوں کا وہی حکم ہے۔ جو کھیتی کا حکم ہے۔ سواری کے گھوڑوں اور کاروبار کے گدھوں۔ خچروں رہنے کے مکانوں اور سبز ترکاریوں پر بھی مثل دیگر کھیتی اور پھلوں کے زکوٰۃ واجب ہے البتہ جواہرات اور موتیوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت و تاکید

خواتین! اتنی تقریر کے بعد تم کو کم از کم یہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ زکوٰۃ کا حکم کس قدر مؤکد اور مسلمانوں کی بھلائی کے لیئے کیسا ضروری کام ہے۔ قرآن مجید میں نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں اس امر پر مامور ہو گیا ہوں۔ کہ لوگوں سے جہاد کروں۔ یہانتک کہ وہ توحید۔ اور رسالت کا اقرار کریں۔ نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں۔ پس جب وہ لوگ یہ کرنے لگیں گے۔ تو مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال کو بچالیں گے۔ مگر حق اسلام میں وہ حساب ان کا خدا پر ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اکثر لوگوں نے جب زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے ان کے مقابلے میں جہاد کی تیاری فرمائی۔ حضرت فاروق

اعظم نے اعتراض کیا۔ کہ جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں۔ آپ ان سے کیونکر جہاد کر سکتے ہیں؟ یہ سن کر آپ نے خشمگیں ہو کر جواب دیا کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں سے لڑوں گا۔ جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرتے ہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم۔ اگر ایک بکری کا بچہ جس کو وہ لوگ رسول اللہ کو دیتے تھے۔ روک رکھیں گے۔ تو میں ان سے ان کے روک رکھنے پر جہاد کروں گا۔

اب اس تاکید اور اس واقعے اور اس ضرورت سے سمجھ لینا چاہئے۔ کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا قوم کے لئے کس قدر اہم چیز ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ اگرچہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جب انہوں نے بذریعہ محصّلین کے بیت المال میں زکوٰۃ کا جمع کرنا بند کر دیا۔ اور بطور خود ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ تو کوئی ذریعہ اس کی باقاعدہ وصولی کا نہیں رہا۔ اور نہ کسی کو یہ خوف رہا۔ کہ اس کے ادا کرنے کا دنیاوی مواخذہ ہوگا۔ لیکن وہ سب سے بڑا سمیع و بصیر اور علیم و خبیر تو سنتا۔ دیکھتا۔ جانتا اور خبر رکھتا ہے۔

خاتمہ تقریر

خواتین!

اب میں زکوٰۃ کے متعلق اپنی تقریر ختم کرتی ہوں۔ اور آئندہ صدقات کی تاکید اور ضرورت و فضائل کو بیان کروں گی۔

زکوٰۃ اور صدقہ کا فرق

اس موقع پر یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ مگر اس کو معین اور فرض کر دیا گیا ہے باقی صدقات سوائے عید الفطر کے کوئی واجب اور معین نہیں ہیں۔ اور ان کا بیان انشاء اللہ تعالٰے نہایت تفصیل کے ساتھ کروں گی ✦

تمت بالخیر

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

ہمتِ نسواں

یہ کتاب بھی محترمہ و۔ا صاحبہ کی تالیف ہے۔ اس میں عورتوں کی شجاعت اور بہادری کے ایسے ایسے واقعات جمع کر دئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی ہندوستان کی عورتیں دلاوری میں دوسرے ملکوں کی عورتوں سے پیچھے نہیں۔ یہ قصے تعداد میں چالیس ہیں۔ انہوں نے انہیں چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے حصے میں وہ واقعات ہیں۔ جو محترمہ و۔ا یا ان کے عزیزوں کو پیش آئے۔ دوسرے حصے میں ایسے قصے ہیں جو اُن کے واقفوں اور شناساؤں پر گذرے ہیں۔ یا ایسے معتبر ذریعوں سے معلوم ہوئے ہیں۔ کہ ان میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ تیسری فصل میں وہ قصے ہیں۔ جو انہوں نے بچپن میں اپنی والدہ مرحومہ سے سنے۔ چوتھی فصل میں ایسے واقعات ہیں۔ جو اخبار تہذیب نسواں اور دوسرے اخبارات میں آج سے بہت عرصہ پہلے شائع ہوئے۔ انداز بیان بیحد دلاویز۔ سیدھی سادی زبان ہے۔ رواں و بے تکلف جملے۔ جو موتیوں کی طرح ڈھلکتے چلے جاتے ہیں۔ اردو زبان میں اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ حجم قریباً ڈیڑھ سو صفحات کتابت و طباعت نہایت پاکیزہ۔ کاغذ چکنا دبیز قیمت ۱۲؍

ملنے کا پتہ

دار الاشاعت پنجاب لاہور

Taj Tahir Foundation

اختری بیگم

تہذیب کی مشہور مضمون نگار خاتون محترمہ ظفر جہان بیگم نے اس کتاب میں غریب گھرانے کی ایک لڑکی کا قصہ لکھا ہے۔ جس نے اپنے سلیقے اور سگھڑاپے سے گھر کو جنّت کا نمونہ بنا دیا تھا۔ یوں تو اس سے پہلے بھی اکثر ایسے قصّے لکھے گئے ہیں۔ لیکن وہ بہر حال قصے ہیں۔ جن میں واقعیت کا عنصر بہت کم ہے۔ اختری بیگم خیالی افسانہ نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ ہے۔ ایک بات بھی ایسی نہیں جو خلاف قیاس یا عجیب معلوم ہو۔ یہ خیال عام ہے کہ مردوں کو عورتوں کے شعور پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور انہیں اپنا بھید نہیں بتانا چاہیئے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیوی عقلمند اور سگھڑ ہو تو دنوں میں گھر کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور اس کی رہنمائی شوہر کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے۔ کتاب کی زبان نہایت صاف ستھری اور انداز بیان نہایت شگفتہ ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب تہذیبی بہنوں کے حلقے میں بہت مقبول ہوگی۔ کتابت اور طباعت نہایت پاکیزہ۔ ضخامت سو صفحے۔ قیمت ان تمام خوبیوں کے باوجود صرف دس آنے (۱۰/)

ملنے کا پتہ

دارالاشاعت پنجاب لاہور

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام بابو مولاداد پرنٹر چھپی

Taj Tahir Foundation

تصانیف محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ

رفیق عروس - یعنی نئی دُلھن کی سہیلی، چوتھی بار چھپی - اور متعدد مفید مضامین ایزاد کئے گئے، ۸ر۶ پائی

نعمت خانہ - ہندوستانی کھانوں کی کتاب جس میں ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک سب کھانوں کی نہایت صحیح اور آسان ترکیبیں لکھی ہیں، قیمت ۱۰ ار ۱ پائی

حیات اشرف - بی بی اشرف النساء بیگم مرحومہ معلمہ وکٹوریہ گرل سکول لاہور کی مبارک زندگی کے کار آمد حالات - قیمت ۶ر

صفیہ بیگم - ایک تعلیم یافتہ غم زدہ لڑکی کا قصہ - درد انگیز اور عبرت خیز قیمت ۵ ر ۹ پائی

آج کل - آج کا کام کل پر ٹالنے والی عورت کی دردناک سرگزشت - خود اس کی زبانی، ۳ ر ۲ پائی

خواب راحت - ہندوستانی طرز کی مشہور مشہور اور نہایت دلچسپ لوریاں اور بچوں کے بہلانے اور خوش کرنے کے فقرے - قیمت ۴ر

انمول موتی - دلچسپ نظم کے ذریعے ادائے فرض کے لئے خدا سے دُعا مانگی گئی ہے، ۸ ... پائی

سُگھڑ بیٹی - یعنی نو عمر لڑکیوں کی ہنسلی - پڑھنے والیوں کو سگھڑ بیٹی بناتی ہے، ۹ ر ۶ پائی

شریف بیٹی - ایک چھوٹی سی لڑکی کا قصہ - جو اپنی محنت اور نیکی ... ہوئی - اور امیر کبیر بن گئی، قیمت ۲ ر ۸ پائی

چندن ہار - قرض کی بُری عادت کے متعلق ایک عبرت انگیز قصہ ...

تین بہنوں کی کہانی - باہمی حسد اور بہن بھائیوں کی محبت کا دلچسپ قصہ - جو الف لیلہ سے بہت آسان کر کے لکھا گیا ہے، قیمت ۳ ر ۶ پائی

دلپسند کہانیاں - جو دہلی کے شرفا کے گھروں میں امیر غریب عورتیں اپنے بچوں کو سُناتی اور ان سے ان کا دل بہلاتی ہیں - دہلی کی زبان اور محاورے - با تصویر، ۹ر

دار الاشاعت پنجاب لاہور